

Winter Special

OCTOBER

2017

پاکستانی پوائنٹ
اکتوبر میلز بن



PakistaniPoint
Winter Special Magazine



پاکستانی پوائنٹ

الٹو بریڈنگ 2017

1

الٹو بریڈنگ

حسب رزاقا

وقار عظیم

ایم وائی صائم

رائے شانی

شاہ زیب



Pakistani Point

Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ

الٹویر میگزین 2017

2

پاکستانی پوائنٹ

PAKISTANI POINT.COM



Pakistani Point

Pakistani Point

فہرست

اداریہ

حمد و نعت

آیات و احادیث

اسلام سیکشن

پروین شاکر

فیصل محبوب کی ڈائری سے

چال کا سمندر (قسط سات)

اقتباسات

سفر نامہ

طنز و مزاح

ناشکری

کچن کارنر

ہیلتھ کارنر

پیوٹی ٹپس

السلام علیکم!

اکتوبر کا شمار آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جیسا کہ سردی کی آمد آمد ہے تو سردی اپنے ساتھ ساتھ کھانسی، نزلہ، زکام اور بخار جیسی بیماریاں بھی لاتی ہے۔ سب سے گزارش ہے کہ اس موسم کی مناسبت سے اپنی اور اپنی فیملی کی صحت کا خاص خیال رکھیں اور مناسب احتیاطی تدابیر بھی اختیار کریں۔

آپ کے ہاتھوں تک پہنچنے تک اس شمارے پر کس کس بندے کی محنت، لگن اور خلوص شامل ہے اس کی تفصیل لکھنے بیٹھیں تو شاید بات لمبی ہو جائے لیکن مختصر آئیں میگزین ڈیزائنر شکیل اور کزئی اور

میگزین ایڈیٹر گل رخ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جیسے یہ ہر ماہ میگزین کا ڈیٹا اکٹھا کرنے سے لے کر اسے ڈیزائن کرنے تک مختلف لوگوں سے رابطوں میں رہتے ہیں اور مل جل کے کام کرتے ہیں ان کا یہ ٹیم ورک قابل تحسین ہے۔

اکتوبر کا شمار ضرور پڑھیں اور اپنی قیمتی رائے اور مشوروں سے ضرور نوازئیے گا۔

ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ اس میگزین کو بہتر بنانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں سے ہمیں نوازیں۔

بشکریہ۔۔۔

پاکستانی پوائنٹ انتظامیہ

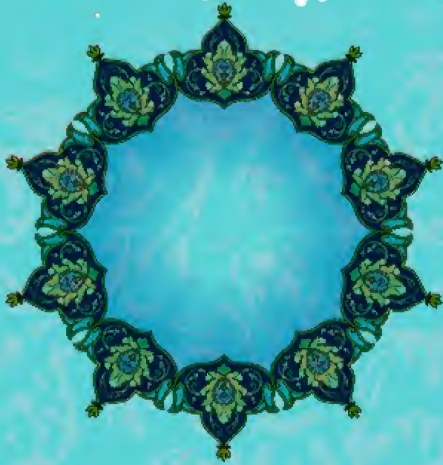


اک تیرے سوا میرے مولا بے کس کا سہارا کوئی نہیں
کشتی ہے بھنور میں تیز ہوا منجھدار کنارہ کوئی نہیں
بارود کی بو ہر سو پھیلی ناپید ہوئی خوش بوئے حسن
ہر دم تخریب کا اندیشہ راحت کا اشارہ کوئی نہیں
دل دشت نگاہیں بنجر ہیں اور چاند افق میں ڈوبا ہے
کشتی ہیں اندھیری آنکھیں بھی اور مہرتارا کوئی نہیں
ہر گام پہ لٹ کے آتے ہیں ہم اہل صفا سرد و حرم
مشکل ہے سفر، انجان ڈگر، رہبر بھی ہمارا کوئی نہیں
مانا کہ خطائیں بے حد ہیں، مانا کہ سزائیں برحق ہیں
ہم در سے ترے مایوس گئے، پھر اور تو چارا کوئی نہیں

مجاہد مغل

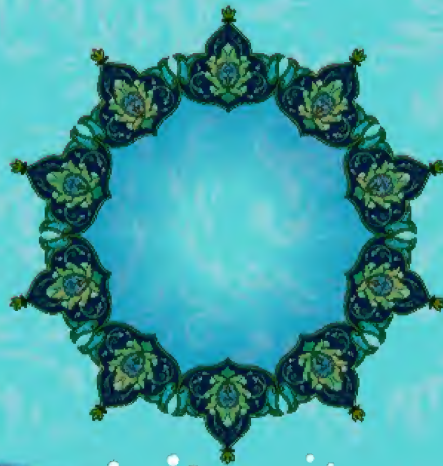
انتخاب: ماسٹر مائنٹ





حرف حرف عزت ہو، لفظ لفظ مرحمت ہو
سوج سوج ندرت ہو، شعر شعر حرمت ہو
لہجہ لہجہ اسرت ہو، صفیہ صفیہ عظمت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو
پھول پھول نکلت ہو، نجم نجم رفعت ہو
زیت زیت چاہت ہو، خواب خواب قربت ہو
روح روح عشرت ہو، قلب قلب الفت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو
آپ ہی سے نسبت ہو، اس طرح کی قیمت ہو
رنج رنج راحت ہو، درد درد فرحت ہو

چشم چشم حسرت ہو، آپ کی محبت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو
سوج ہو، بصیرت ہو، آپ ہی کی سیرت ہو
لحہ لحہ تسکین ہو، لحظہ لحظہ راحت ہو
گاؤں گاؤں خوشحالی، شہر شہر جنت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو
زندگی کا رستہ ہو، ایک ہی تمنا ہو
اُن کے در پہ جانا ہو، اور فصیح ایسا ہو
پاؤں پاؤں چلنا ہو، عمر کی مسافت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو



شاہین فصیح آبادی

انتخاب: ماہر مائت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَنْلِ مَا اَوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَلَذِكْرُ اللَّهِ اَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ 45

ترجمہ:

(اے پیغمبر) جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے اس کی تلاوت کرو، اور نماز قائم کرو۔
بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سب کو جانتا ہے۔

سورہ العنکبوت آیت نمبر 45

☆☆☆

يَوْمَ تَرَوْهُ نَحْنُ نَدْهُلُ كُلَّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا
وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَاَوْسَاهُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ

ترجمہ:

جس دن وہ تمہیں نظر آجائے گا اس دن ہر دودھ پلانے والی اس بچے (تک) کو بھول بیٹھے گی، جس کو اس نے دودھ پلایا اور ہر حمل والی اپنا
حمل گرا بیٹھے گی، اور لوگ تمہیں یوں نظر آئیں گے کہ وہ نشے میں بدحواس ہیں، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔

سورہ الحج آیت نمبر 2

☆☆☆

انتخاب: پیروم مرشد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ”کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟ تیری وہ لڑکی جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آگئی ہو اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (تو ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا وہ بہترین صدقہ ہے)۔
وضاحت۔ یعنی شوہر کی موت یا طلاق کی وجہ سے۔

ابن ماجہ: حدیث نمبر 3667

راوی: سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ

☆☆☆

ہم کو سعید بن جبلی بن سعید اموی قریشی نے یہ حدیث سنائی، انہوں نے اس حدیث کو اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے ابو بردہ بن عبد اللہ بن ابی بردہ سے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا اسلام افضل ہے؟
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جس کے ماننے والے مسلمانوں کی زبان اور ہاتھ سے سارے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۰۱۰۰۔ کتاب۔ ایمان کے بیان میں۔
باب: کونسا اسلام افضل ہے۔

☆☆☆

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”جمعہ کا دن بارہ ساعت (گھڑی) کا ہے، اس میں ایک ساعت (گھڑی) ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس ساعت کو پا کر اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ اسے ضرور دیتا ہے، لہذا تم اسے عصر کے بعد آخری ساعت (گھڑی) میں تلاش کرو۔“

سنن ابی داؤد حدیث نمبر 1048

انتخاب: پیرو مرشد

باب: جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

انسان اور رحمان

انسان نے کہا: میں تھک چکا ہوں۔

جواب آیا

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ (سورۃ الزمر: 53)۔

انسان نے کہا: کوئی بھی میرے دل کی بات نہیں جانتا۔

جواب آیا

وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَدُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ حَلِيقِهِ

خدا انسان اور اس کے قلب کے بیچ حائل ہو جاتا ہے۔ (سورۃ انفال: 24)۔

انسان نے کہا: تیرے سوا میرا کوئی نہیں۔

جواب آیا

وَ نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ

ہم اس کی دھڑکتی رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (سورۃ ق: 16)۔

انسان نے کہا: لگتا ہے وہ مجھے بھول ہی گیا ہے۔

جواب آیا

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا (سورۃ بقرہ: 152)۔

انسان نے کہا: سزا وغیرہ کا کوئی تصور نہیں ہے۔

جواب آیا

يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلًا

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں کہیں گے اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور

رسول (خدا) کا حکم مانتے۔ (سورۃ الاحزاب: 66)۔

انسان نے کہا: شاید یہ تکالیف اور مصائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔

جواب آیا

وَاقْبِصْ مَا يُوَدَّ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

اور آپ ﷺ کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کئے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو۔

یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (سورہ یونس: 109)۔

انسان نے کہا: لگتا ہے میری یہ حسرت کبھی پوری نہیں ہوگی۔

جواب آیا

وَعَسَاۤءَ اَنْ تَكْرَهُوا۟ شَيْۤئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَاۤءَ اَنْ تُحِبُّوۡا۟ شَيْۤئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۚ

ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی

چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو۔ (سورہ بقرہ: 216)۔

انسان نے کہا: میں نے اتنے گناہ کیے۔ میرے لئے معافی کا کوئی چانس نہیں ہے۔

جواب آیا

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَءَعُوذٌ رَّحِيمٌ

خدا انسانوں پر بہت ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے (سورہ بقرہ: 143)۔

انسان نے کہا: بندے ہیں تیرے اے مالک!

جواب آیا

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَصُدُّ اللَّهَ عَنكَ حَرَفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ

وَإِنْ أَصَابَهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَنكَ وَجْهِ ۖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اگر کوئی نفع مل گیا تو کچھی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں۔

انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھا لیا واقع یہ کھانا نقصان ہے۔ (سورہ الحج: 11)۔

اسلام میں عورت کا مقام

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں سمیت آئی۔ اور مجھ سے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔ اتفاق سے اُس وقت میرے پاس گھر میں ایک کجھور کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں نے وہ کجھور اُس عورت کو دے دی۔ اُس نے کجھور کے دو حصے کئے اور آدھا آدھا دونوں بیٹیوں کو دے دیا اور خود اُس کے حصے میں کچھ نہ آیا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی۔

جب اللہ کے رسول ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے سارا قصہ اُن کو بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بیٹیاں دے کر آزمایا گیا، پھر وہ اُن کی اچھی تربیت کرے تو قیامت کے دن یہ بیٹیاں اُس کے لئے جہنم سے نجات بن جائیں گی۔

(صحیح البخاری: 1418)

بھیک مانگنا کیسا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-

اگر کوئی شخص رسی لے کر کڑیوں کا گھٹلائے پھر اسے بچے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی آبرو محفوظ رکھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور بھیک مانگے۔

(صحیح البخاری: کتاب مساقات: 2373)

روز قیامت اللہ فرمائے گا مانگ کیا ہے تیرا تمنا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ

لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھ سکیں گے؟

آپ ﷺ نے ان سے پوچھا

کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو کوئی مشکل پیش آتی ہے؟

لوگ بولے: ہرگز نہیں یا رسول اللہ

پھر آپ ﷺ نے پوچھا

کیا تمہیں سورج کے دیکھنے میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو کوئی مشکل پیش آتی ہے۔

لوگوں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:-

رب العزت کو تم اسی طرح دیکھو گے۔ لوگ قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا

کہ جو جسے پوجتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ بہت سے لوگ سورج کے پیچھے ہو لیں گے۔

بہت سے چاند کے اور بہت سے بتوں کے ساتھ ہو لیں گے۔

یہ امت باقی رہ جائے گی۔ اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک نئی صورت میں آئے گا اور ان سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ منافقین کہیں گے کہ ہم یہاں پر اپنے رب کے آنے تک کھڑے رہیں گے۔ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (ایسی صورت میں جسے وہ پہچان لیں) آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔

وہ بھی کہیں گے کہ بیشک تو ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بلائے گا۔ پل صراط جہنم کے پتھوں بچ رکھا جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے ساتھ اس سے گزرنے والا سب سے پہلا رسول ہوں گا۔ اس روز سوا انبیاء کے کوئی بھی بات نہ کر سکے گا اور انبیاء بھی صرف یہ کہیں گے۔

اے اللہ! مجھے محفوظ رکھنا

اے اللہ! مجھے محفوظ رکھنا! اور

جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکس ہوں گے۔ سعدان کے کانٹے تو تم نے دیکھے ہوں گے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں

آپ نے فرمایا

تو وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔ البتہ ان کے طول و عرض کو سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ آنکس لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق کھینچ لیں گے۔ بہت سے لوگ اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔



بہت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ پھر ان کی نجات ہوگی۔ جہنمیوں میں سے اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا۔

تو ملائکہ کو حکم دے گا کہ جو خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے انہیں باہر نکال لو۔

چنانچہ ان کو وہ باہر نکالیں گے اور موصوٰوں کو مسجد کے آثار سے پہچانیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جہنم پر مسجد کے آثار کا جلانا حرام کر دیا ہے۔

چنانچہ یہ جب جہنم سے نکالے جائیں گے تو اثر مسجد کے سوا ان کے جسم کے تمام ہی حصوں کو آگ جلا چکی ہوگی۔

جب جہنم سے باہر ہوں گے تو بالکل جل چکے ہوں گے۔

اس لیے ان پر آب حیات ڈالا جائے گا۔ جس سے وہ اس طرح ابھر آئیں گے۔

جیسے سیلاب کے کوڑے کرکٹ پر سے گزرنے کے بعد سبزہ ابھر آتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔

لیکن ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان اب بھی باقی رہ جائے گا۔

یہ جنت میں داخل ہونے والا آخری دوزخی شخص ہوگا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا۔

اس لیے کہے گا

اے میرے رب! میرے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے۔

کیونکہ اس کی بدبو مجھ کو مارے ڈالتی ہے اور اس کی چمک مجھے جلائے دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا

کیا اگر تیری یہ تمنا پوری کر دوں تو دوبارہ کوئی نیا سوال تو نہیں کرے گا؟

بندہ کہے گا: نہیں! تیری بزرگی کی قسم

اور جیسے جیسے اللہ چاہے گا وہ قول و قرار کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے اس کا منہ پھیر دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اور اس کی شادابی نظروں کے سامنے آئی تو اللہ نے جنتی دیر چاہا وہ چپ رہے گا۔ لیکن پھر بول پڑے گا اے اللہ! مجھے جنت کے دروازے کے قریب پہنچا دے۔

:اللہ تعالیٰ پوچھے گا

کیا تو نے عہد و پیمان نہیں باندھا تھا کہ اس ایک سوال کے سوا اور کوئی سوال تو نہیں کرے گا۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بد نصیب نہیں ہونا چاہتا۔

:اللہ رب العزت فرمائے گا

پھر کیا ضمانت ہے کہ اگر تیری یہ تمنا پوری کر دی گئی تو دوسرا کوئی سوال تو نہیں کرے گا۔

:بندہ کہے گا

نہیں تیری عورت کی قسم اب دوسرا سوال کوئی تجھ سے نہیں کروں گا۔ چنانچہ اپنے رب سے ہر طرح

عہد و پیمان باندھے گا اور جنت کے دروازے تک پہنچا دیا جائے گا۔

دروازہ پر پہنچ کر جب جنت کی پہنائی، تازگی اور مسرتوں کو دیکھے گا

تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ بندہ چپ رہے گا۔ لیکن آخر پھر بول پڑے گا

اے اللہ! مجھے جنت کے اندر پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

افسوس اے ابن آدم! تو ایسا دغا باز کیوں بن گیا؟ کیا (ابھی) تو نے عہد و پیمان نہیں باندھا تھا

کہ جو کچھ مجھے دیا گیا۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہ مانگوں گا۔ بندہ کہے گا

اے رب! مجھے اپنی سب سے زیادہ بد نصیب مخلوق نہ بنا۔

اللہ پاک ہنس دے گا اور اسے جنت میں بھی داخلہ کی اجازت عطا فرما دے گا اور

پھر فرمائے گا: مانگ کیا ہے تیری تمنا۔

چنانچہ وہ اپنی تمنائیں (اللہ تعالیٰ کے سامنے) رکھے گا اور جب تمام تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ

فلاں چیز اور مانگو۔ فلاں چیز کا مزید سوال کرو۔ خود اللہ پاک ہی یاد دہانی کرائے گا۔ اور جب وہ تمام تمنائیں پوری ہو جائیں گی تو

اللہ فرمائے گا: تمہیں یہ سب (نعمتیں) اتنی ہی اور دی جاتی ہیں۔

(صحیح البخاری: 806)

آگ اور پانی

ربیع بن حراش بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے لیکن لوگوں کو جو آگ دکھائی دے گی وہ ٹھنڈا پانی ہو گا اور لوگوں

کو جو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہو گی۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اس کے زمانے میں ہو تو اسے

آگ کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ وہ انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہو گا۔

(صحیح البخاری: 3450)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔

(صحیح البخاری: 3461)

انتخاب: عبدالرزاق

محرم کے حوالے سے ماہانہ تحریر

محرم الحرام ہجری تقویم کا پہلا مہینہ ہے جس کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت پر ہے۔

گویا مسلمانوں کے نئے سال کی ابتداء محرم کے ساتھ ہوتی ہے۔

ماہ محرم کے جو فضائل و مناقب صحیح احادیث سے ثابت ہیں، ان کی تفصیل آئندہ سطور میں رقم کی جائے گی اور اس کے ساتھ ان بدعات و خرافات سے بھی پردہ اٹھایا جائے گا جنہیں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دین حق کا حصہ بنانے کی مذموم کوششیں کی گئی ہیں۔

1۔ محرم، حرمت و تعظیم والا مہینہ ہے

قرآن مجید میں ہے کہ

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي مِثَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ (التوبة: ۳۶)

”اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو

اس نے پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار مہینے ادب و احترام کے لائق ہیں،

یہی درست دین ہے لہذا ان مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔“

یعنی ابتدائے آفریش ہی سے اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جن میں چار کو خصوصی ادب و احترام اور عورت و تکریم سے نوازا گیا۔ یہ چار مہینے کون سے ہیں، ان کی تفصیل صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”زمانہ اپنی اسی حالت پر واپس لوٹ آیا ہے کہ جس پر وہ اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی۔ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار حرمت والے ہیں، تین تو لگاتار ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا مضر قبیلے کا ماہ رجب جو جمادی الآخر اور شعبان کے درمیان ہے۔“

(بخاری: کتاب التفسیر، سورۃ التوبہ: ۳۶۶۲/ مسلم: کتاب القسامہ، باب تغلیظ تحریم الدماء: ۱۶۷۹)

مذکورہ حدیث میں دو باتیں قابل توجہ ہیں: ایک تو یہ کہ محرم بھی حرمت والے مہینوں میں شامل ہے اور دوسری یہ کہ زمانہ اپنی سابقہ حالت و ہیئت پر واپس لوٹ آیا ہے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ دور جاہلیت میں بھی لوگ حرمت والے مہینوں کا احترام کرتے اور جنگ و جدل، قتل و غارت گری اور خون ریزی وغیرہ سے اجتناب کرتے تھے۔ البتہ اگر کبھی حرمت والے مہینے میں انہیں جنگ و جدل اور قتل و غارت گری کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ اپنے طور پر مہینوں کی تقدیم و تاخیر کر لیتے۔ اگر بالفرض محرم کا مہینہ ہے تو اسے صفر قرار دے لیتے اور (محرم میں اپنے مقصد پورے کرنے کے بعد) اگلے ماہ یعنی صفر کو محرم قرار دے کر لڑائی جھگڑے موقوف کر دیتے۔ قرآن مجید نے اس عمل کو نسبی قرار دے کر زیادت کفر سے تعبیر فرمایا۔ (التوبہ: ۳۷)

جس سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا، اس سال ذوالحجہ کا مہینہ قدرتی طور پر اپنی اصلی حالت پر تھا۔ اس لئے آپ نے مہینوں کے بدل کے خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ زمانہ گھوم گھما کر اپنی اصلی حالت پر واپس لوٹ آیا ہے۔ یعنی اب اس کے بعد مہینوں کی وہی ترتیب جاری رہے گی جسے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے جاری فرما رکھا ہے۔

دونوں باتوں کا حاصل یہی ہے کہ محرم ادب و احترام والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ادب و احترام والا بنایا جبکہ اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرمت کو جاری رکھا اور عرب کے جاہل بھی اس کا اس قدر احترام کرتے کہ احترام کے منافی کسی عمل کے جواز کے لئے کم از کم اتنا حیلہ ضرور کر لیتے کہ فرضی طور پر حرمت والے مہینے کو کسی دوسرے غیر حرمت والے مہینے سے بدل لیتے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ بات از خود سمجھ آ جاتی ہے کہ ماہِ محرم کی حرمت و تعظیم کا حضرت حمین کے واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں اور وہ لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں جو اس مہینے کی حرمت کی کڑیاں واقعہ کر بلا اور شہادتِ حمین رضی اللہ عنہ سے ملاتے ہیں۔

اس لئے کہ ماہِ محرم کی حرمت تو اس دن سے قائم ہے جس دن سے یہ کائنات بنی ہے۔ جیسا کہ سورہ توبہ کی گذشتہ آیت: ﴿يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ سے واضح ہے۔

علاوہ ازیں سانحہ کربلاء، قطع نظر اس سے کہ اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہوئی، کادین اسلام سے اس معنی میں کوئی تعلق نہیں کہ اس میں دین کی حفاظت کا کوئی مسئلہ درپیش تھا بلکہ اول تو دین اسلام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت سے کئی عشروں پہلے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہو چکا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ: ۲)

اور دوم یہ کہ دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ معلوم ہوا کہ یہ تصور جہالت و لاعلمی پر مبنی ہے کہ ماہِ محرم کا ادب و احترام شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا مرہونِ منت سمجھا جائے بلکہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے اسی ماہ کی یکم تاریخ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے خلیفہ راشد کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آچکا تھا۔ مگر اس وقت سے آج تک کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت اس انداز سے پیش نہیں کیا گیا۔

2- محرم کے روزوں کی فضیلت

رمضان المبارک کے روزے سال بھر کے دیگر تمام روزوں سے افضل ہیں۔
البتہ رمضان کے ماسوا محرم کے روزوں کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے جیسا کہ درج ذیل صحیح احادیث سے ثابت ہے:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”رمضان المبارک کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے سب روزوں سے افضل ہیں اور فرض نماز کے
بعد سب سے افضل نماز آدھی رات (یعنی تہجد) کے وقت پڑھی جانے والی نماز ہے۔“
(مسلم: کتاب الصیام: باب فضل صوم المحرم؛ ۱۱۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے عرض کیا:
”اے اللہ کے رسول! اگر رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں،

میں روزے رکھنا چاہوں تو آپ کس مہینے کے روزے میرے لئے تجویز فرمائیں گے؟
آپ نے فرمایا کہ اگر تو رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں روزے رکھنا چاہے تو محرم کے مہینے میں روزے رکھنا کیونکہ
یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس میں ایک دن ایسا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی
اور ایک قوم کی توبہ (آئندہ بھی) قبول فرمائیں گے۔“ (ترمذی: کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم المحرم؛ ۷۴۱)

3- یوم عاشوراء کے روزے کی فضیلت

1- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یوم عاشوراء کا روزہ گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔“
(مسلم: کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاث * ایام: ۱۱۶۲)

واضح رہے کہ عاشوراء ”عشر سے ہے جس کا معنی ہے دس ۱۰: اور محرم کی دسویں تاریخ کو عاشوراء کہا جاتا ہے۔
البتہ مذکورہ فضیلت دسویں تاریخ کے روزے کی ہے یا نویں کی، اس میں اہل علم کا شروع سے اختلاف چلا آتا ہے۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
”قریش کے لوگ دور جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ روزہ رکھتے تھے۔
پھر جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو تب بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے اور صحابہ کرام کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا آپ نے
حکم دے رکھا تھا۔ البتہ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کی فرضیت ختم ہو گئی۔
لہذا اب جو چاہے یہ روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔“

(بخاری: کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء: ۲۰۰۳ / مسلم: کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء: ۱۱۲۵)

4- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کاروزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک اچھا (افضل) دن ہے اور یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات بخشی (اور فرعون کو اس کے لشکر سمیت بحیرہ قلزم میں غرقاب کیا) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (بطور شکرانہ) اس دن روزہ رکھا (اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔“ (بخاری: ایضاً؛ ۲۰۰۴/مسلم: ۱۱۳۰)

5- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”میں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں سے دسویں محرم (یوم عاشوراء) کے اور مہینوں میں سے ماہ رمضان کے روزوں کے سوا کسی اور روزے کو افضل سمجھ کر اس کا اہتمام کرتے ہوں۔“ (بخاری، ایضاً؛ ۲۰۰۶/مسلم ایضاً؛ ۱۱۳۲)

6- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "عاشوراء کے روز یہودی عید مناتے

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اس دن روزہ رکھا کرو۔" (بخاری: ۲۰۰۵ / مسلم: ۱۱۳۱)

روزہ نو محرم کو یا دس کو؟

عاشوراء کے روزے کے بارے میں اہل علم کا شروع سے اختلاف چلا آتا ہے کہ یہ روزہ نو تاریخ کو رکھا جائے یا دس کو؛ یا نو اور دس دونوں کے روزے رکھے جائیں؟ وجہ اختلاف صحیح مسلم کی مندرجہ بالا حدیث (نمبر ۹) ہے جس میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آئندہ سال میں زندہ رہا تو نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا۔" لیکن آئندہ سال محرم سے پہلے ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔

مذکورہ اختلافی مسئلہ میں اگر احتیاط کا پہلو مدنظر رکھا جائے تو پھر یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ نو اور دس دونوں کا روزہ رکھا جائے کیونکہ اگر شریعت کی منشا نو اور دس دونوں کا روزہ رکھنے میں ہوئی تو اس پر عمل ہو جائے گا اور اگر نو کا روزہ رکھنے میں ہوئی تو تب بھی نو کا روزہ رکھا جائے گا اور دس کا روزہ اضافی نیکی قرار پائے گا۔ علاوہ ازیں اس طرح یوم عاشوراء کی فضیلت اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت دونوں ہی پر عمل بھی ہو جائے گا جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ

"بعض اہل علم کے بقول صحیح مسلم میں مروی اس حدیث نبوی کہ "اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو

نو کا روزہ رکھوں گا۔" کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ یوم عاشوراء

روزہ نو محرم کو یادس کو؟

کے روزہ کے لئے دس کی بجائے نو کا روزہ مقرر کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ آپ دس کے ساتھ
نو کا روزہ بھی مقرر فرمانا چاہتے تھے۔ (اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اگلے محرم تک زندہ رہتے
تو آپ کے عمل سے مذکورہ دونوں صورتوں میں سے ایک صورت ضرور متعین ہو جاتی)
مگر آپ کسی صورت کو متعین کرنے سے پہلے وفات پا گئے تھے، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ نو اور دس دونوں کا روزہ رکھا جائے۔

کسی ملک قوم کی ترقی کے لیے اس کے باشندوں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے والی ہستی کا نام استاد ہے۔ استاد سے مراد ہر وہ انسان ہے جس نے ہم کو کچھ سکھایا یا جس سے ہم نے خود کچھ سیکھا، وہ ہنر ہو یا علم جو بھی ہو۔ اس میں ایسے استاد بھی ہیں جو شاگرد کو نہیں جانتے ہم نے ان کو پڑھا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ ہم صرف اسے استاد کہتے ہیں، جس نے سکول و کالج یا مدرسے میں پڑھایا ہو۔ اس دن (یوم اساتذہ) ہم کو چاہیے اپنے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کریں میں ماضی میں دیکھتا ہوں ایسے بہت سے اساتذہ ہیں جو اب یاد آتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے اندر کوٹ کوٹ (مار مار) کر علم کا شوق پیدا کیا۔ ”اساتذہ کا عالمی دن“ یا ”ورلڈ ٹیچرز ڈے“ ہر سال 5 اکتوبر کو منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ نے 1994 سے اساتذہ کا عالمی دن منانے کا فیصلہ کیا آج کا دن اساتذہ کو ان کی اہمیت، ذمہ داری، ان کے مسائل، کاہم سب کو اور خاص کر حکومت کو احساس دلا دے تو یہی ہماری کامیابی ہے اور یہی اس عالمی دن کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضورؐ کو بحیثیت معلم بیان کیا اور نبی ان (لوگوں) کو کتاب و حکمت (سنت) کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ و تربیت کرتے ہیں۔ ”سورۃ البقرۃ اور خود نبی کریمؐ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے“ امیر المومنین حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا کہ اتنی بڑی اسلامی مملکت کے خلیفہ ہونے کے باوجود ان کے دل میں کوئی حسرت ہے تو آپ نے فرمایا کہ ”کاش میں ایک معلم ہوتا۔“ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ”جس شخص نے مجھے ایک لفظ سکھایا میں اس کا غلام ہوں اب اس کی مرضی مجھے نیچے، آزاد کرے یا غلام بنائے رکھے“ اسلام نے استاد کو ”روحانی باپ“ قرار دیا ہے۔

ہمارے ملک میں اساتذہ بہت مشکلات کا شکار ہیں۔ میں سرکاری سکول کے اساتذہ کے بارے میں نہیں کہہ رہا بلکہ پرائیویٹ سکول و کالج کے اساتذہ کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔ ان کو اپنے بچے پالنے کے لیے ٹیوشن پر ہانے کے علاوہ بھی کئی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اس لیے ہونا تو یہ چاہیے کہ کوئی سرکاری ٹیچر اکیڈمی نہ بنا سکے تاکہ پرائیویٹ سکول و کالج کے اساتذہ اپنے اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے۔ لیکن جس طرح ہمارے ملک میں ہر کام میں الٹی گنگا بہتی ہے ایسے ہی اس تعلیم کے شعبے میں بھی ہے کہ سرکاری سکول و کالج کے اساتذہ اکیڈمی بناتے ہیں جیسے سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر پرائیویٹ کلینک بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ اساتذہ کو وہ سماجی مرتبہ بھی حاصل نہیں جو ان کا حق ہے۔ تعلیم کو ہمارے ملک میں بری طرح نظر انداز کیا گیا ہے تعلیمی نظام ناقص ہے۔ اساتذہ کو تنخواہیں کم ملتی ہیں، نصاب تعلیم فرسودہ ہے۔

پاکستان کے چھوٹے چھوٹے پرائیویٹ اسکولوں میں اساتذہ کی تنخواہیں سرکاری اسکولوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ یونیسکو اور عالمی ادارہ محنت نے سفارش کی ہے کہ اساتذہ کی تنخواہیں ان کی تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے کم از کم اتنی ہونی چاہیے کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔ اساتذہ نظام تعلیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کے مالی حالات اگر خراب ہوں گے تو وہ ذہنی سکون سے تعلیم نہ دے سکیں گے۔ سرکاری سکول و کالج میں اساتذہ کے بارے میں ایک شکایت عام پائی جاتی ہے کہ وہ استاد کے کام کو ”پینغمبری پیشہ“ کہتے تو ہیں لیکن جتنی محنت سے وہ نجی ٹیوشن سینٹرز اور کوچنگ سینٹرز اکیڈمیز میں بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ اتنی توجہ وہ اپنی ڈیوٹی میں نہیں دیتے اسی وجہ سے پرائیویٹ سکول و کالج کامیاب ہیں۔

حالانکہ سرکاری اساتذہ کو تنخواہ بھی اچھی ملتی ہے۔ ماضی میں اساتذہ کی تنخواہیں کم تھیں ان کا احترام بہت زیادہ تھا اور وہ محنت سے اپنی ذمہ داری بھی پوری کرتے تھے اب تنخواہوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ لیکن احترام میں کمی ساتھ ساتھ اساتذہ اپنی ذمہ داریاں بھی پوری نہیں کر رہے۔ اسی وجہ سے شائد ماضی کی نسبت اب اساتذہ کا احترام اٹھ گیا ہے۔ ماضی قریب کا واقعہ ہے کہ مشہور ادیب مرحوم اشفاق احمد جب روم یونیورسٹی میں پروفیسر تعینات تھے تو ایک دفعہ انکا گاڑی چلاتے ہوئے چلان ہو گیا، عدالت میں پیشی ہوئی۔ دوران گفتگو جب جج کو پتہ چلا کہ وہ ٹیچر ہیں تو جج اپنی کرسی سائیڈ پر کر کے احتراماً کھڑا ہو گیا۔

یونیسکو، یونیسف اور تعلیم سے منسلک دیگر اداروں کی جانب سے اساتذہ کے مسائل کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے جو انہیں درپیش ہیں۔ مثلاً اول۔ اساتذہ کو تحفظ دینے اور ان کی کارکردگی کو موثر بنانے کے لیے پالیسی بنائی جائے۔ دوم۔ اس پیشے میں ایسے لوگوں کو ملازمتیں دی جائیں۔ جو تربیت یافتہ ہوں، جن میں تدریس کا شوق ہو۔ سوم۔ جو لوگ یہ پیشہ اختیار کرنا چاہیں انہیں درس و تدریس شروع کرنے سے پہلے اس کی تربیت دی جائے۔ چہارم۔ اساتذہ کو ان علاقوں میں بھیجا جائے جہاں ان کی شدید ضرورت ہے۔ پنجم۔ ملازمت کے دوران انہیں ہر طرح سے سپورٹ کیا جائے، اچھی کارکردگی کو سراہا جائے اور ان کے معیار کو جانچنے کا طریقہ کار صاف و شفاف ہو۔ انہیں با اختیار بنایا جائے۔ وغیرہ

تحریر: اختر سردار چوہدری

انتخاب: ماسٹر مائنٹ



پیدائش 24 نومبر 1952

کراچی "سندھ" پاکستان

وفات 26 دسمبر 1994 (عمر 42 سال)

اسلام آباد، پاکستان

پیشہ: اردو شاعر

قومیت: پاکستانی

نژادیت: اردو

تعلیم ایم اے انگریزی ادب، بینک ایڈمنسٹریشن؛ پی ایچ ڈی

صنف غزل آزاد نظم

نمایاں کام: خوشبو

نمایاں اعزاز (ات): صدارتی تمغہ حسن کارکردگی [1]

آدم جی اعزاز

زوج: سید نصیر علی

اولاد: سید مراد علی

ہرویٰ شاکر پروین شاکر کو اردو کی منفرد لہجے کی شاعرہ ہونے کی وجہ سے

بہت ہی کم عرصے میں وہ شہرت حاصل ہوئی جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہو پاتی ہے۔



فہرست

1 ابتدائی حالات 2 حالات زندگی 3 ادبی خدمات 4 تخلیقات 5 تاثرات 6 وفات 7 حوالہ جات

ابتدائی حالات [ترمیم]

24 نومبر 1954ء کو پاکستان کے شہر کراچی میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام سید شاکر حسن تھا۔

ان کا خانوادہ صاحبانِ علم کا خانوادہ تھا۔ ان کے خاندان میں کئی نامور شعرا اور ادبا پیدا ہوئے۔

جن میں بہار حسین آبادی کی شخصیت بہت بلند و بالا ہے۔ آپ کے نانا حسن عسکری اچھا ادبی ذوق رکھتے تھے

انہوں نے بچپن میں پروین کوکھی شعراء کے کلام سے روشناس کروایا۔ پروین ایک ہونہار طالبہ تھیں۔ دورانِ تعلیم وہ اردو مضامین میں حصہ لیتیں رہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ ریڈیو پاکستان کے مختلف علمی ادبی پروگراموں میں شرکت کرتی رہیں۔

انگریزی ادب اور زبانی دانی میں گریجویشن کیا اور بعد میں انہی مضامین میں جامعہ کراچی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

پروین شاکر استاد کی حیثیت سے درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہیں اور پھر بعد میں آپ نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔

حالات زندگی

سرکاری ملازمت شروع کرنے سے پہلے نو سال شعبہ تدریس سے منسلک رہیں، اور 1986ء میں کسٹم ڈیپارٹمنٹ، بی۔ آئی۔ اسلام آباد میں

سیکرٹری دوئم کے طور پر اپنی خدمات انجام دینے لگیں۔

1990ء میں ٹینیسی کالج جو کہ امریکہ سے تعلق رکھتا تھا تعلیم حاصل کی اور 1991ء میں ہاورڈ یونیورسٹی سے پبلک ایڈمنسٹریشن میں

ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ پروین کی شادی ڈاکٹر نصیر علی سے ہوئی جس سے بعد میں طلاق لے لی۔

ادبی خدمات

شاعری میں آپ کو احمد ندیم قاسمی صاحب کی سرپرستی حاصل رہی۔ آپ کا بیشتر کلام ان کے رسالے فنون میں شائع ہوتا رہا۔



تخلیقات

انہی شاعری کا موضوع محبت اور عورت ہے۔

خوشبو (1976ء)، خودکلامی (1990ء)،

صدر برگ (1980ء)، انکار (1990ء)

ماہ تمام (1994ء)

تاثرات

پروین شاکر کی پوری شاعری ان کے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار ہے جو درد کائنات بن جاتا ہے اسی لیے انہیں دور جدید کی

شاعرات میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ حالانکہ وہ یہ بھی اعتراف کرتی ہیں کہ وہ اپنے ہم عصروں میں کمزور ناہید،

پروین فنا سید، فہمیدہ ریاض کو پسند کرتی ہیں، لیکن ان کے یہاں احساس کی جو شدت ہے

وہ ان کی ہم عصر دوسری شاعرات کے یہاں نظر نہیں آتی۔ ان کی شاعری میں قوس قزح کے ساتوں رنگ نظر آتے ہیں۔

ان کے پہلے مجموعے خوشبو میں ایک نوجوان دوشیزہ کے شوخ و شنگ جذبات کا اظہار ہے اور اس وقت پروین شاکر اسی منزل میں تھیں۔ زندگی کے سنگلاخ راستوں کا احساس تو بعد میں ہوا جس کا اظہار ان کی بعد کی شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔

ماں کے جذبات شوہر سے ناچاقی اور علیحدگی، ورکنگ وومن کے مسائل ان سبھی کو انہوں نے بہت خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے۔

وفات

26 دسمبر 1994ء کو ٹریفک کے ایک حادثے میں اسلام آباد میں، بیالیس سال کی عمر میں مالک حقیقی سے جا ملیں۔

لواحقین میں ان کے بیٹے کا نام مراد علی ہے۔

انتخاب گل رخ

1

بیٹھ جاتا ہوں خاک پہ اکثر
اپنی اوقات اچھی لگتی ہے

2

میں نے پوچھا کیسے نکلتی ہے ایک ہل میں جان
اس نے چلتے چلتے میرا ہاتھ چھوڑ دیا

3

میں اک درد ہوں سہی
اور درد بھلا کون سہتا ہے

4

محبت ملی تو نیند بھی اپنی نہ رہی فراز
گمنام زندگی تھی تو کتنا سکون تھا

5

اک یہ خواہش کہ زخم نہ دیکھے کوئی دل کا
اک یہ حسرت کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

6

فطرت سے ہوں مجبور میں دھوکا نہیں دیتا
ہر بار مگر خلوص بہت مہنگا پڑا مجھے

7

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی
میری وحشت تیری شہرت ہی سہی

8

کتاب میری قلم میرا، اور سوچ بھی میری
پر جو لکھ ہیں میں نے وہ خیال کیوں تیرے ہیں

9

ہے اختیار میں تیرے جو معجزہ کر دے
وہ شخص میرا نہیں اسے میرا کر دے

10

مجھ کو مجھ میں جگہ نہیں ملتی
وہ ہے موجود مجھ میں اس قدر

چال کا سمندر

باب نمبر 7۔۔۔ مردہ چہرہ

انہوں نے جلدی سے آگ بجھانے والے لوگوں کے ساتھ مل کر آگ بجھانی شروع کر دی۔
چونکہ ان کا گھر گلی کے بالکل درمیان میں تھا اس لئے فائر بریگیڈ والی گاڑی وہاں نہیں آ سکتی تھی اور پھر کچھ یہ بات بھی تھی کہ
چھوٹے چھوٹے شہروں میں گلیاں تو تنگ ہوتی ہی ہیں وہاں شہر والوں کے برعکس سہولیات بھی نہیں میسر ہوتیں ہیں۔
فرق صرف ایک ہی ہوتا ہے شہروں اور دیہات میں رہنے والوں میں کہ یہاں لوگوں کے گھروں کے ساتھ ساتھ دل بھی جوڑے ہوتے ہیں۔
بہر حال آدمی گھنٹے کی کوشش کے بعد آگ پر قابو پالیا گیا اور پھر وہ تینوں گھر میں داخل ہو گئے۔ بھائی جان اب کیا ہوگا۔
ابا جان اور امی جان واپس آئے تو گھر کی یہ حالت دیکھ کر ہم سے ناراض ہوں گے۔
اخلاق نے خوفزدہ لہجے میں وہ سوال کر دیا جو اس وقت میرے دماغ میں بھی کھل رہا تھا۔

ہم۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ ہم آفتاب کے منہ سے نکلا

کک کیا ہوا۔۔۔ سوئی تو نہیں انک گچی گلے میں اخلاق نے بوکھلا کر پوچھا

یہ۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے! آفتاب نے اسی طرح بوکھلائے لہجے میں کہا اور بھاگ کر باہر نکلا چونکہ وہ دروازے کے

بالکل سامنے کھڑا تھا اس لئے نہ جانے اسے باہر کیا نظر آیا تھا جو وہ باہر کی طرف پکا۔

اب ہمارا بھی یوں اندر کھڑے رہنا محال تھا دوڑ کے باہر نکلے تو دیکھا آفتاب گلی کے سرے کو گھور رہا تھا جہاں پر

ایک آدمی کھڑا ہماری طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ جب ہم تینوں اس کی طرف دیکھ رہے تھے تو اس نے مسکرا کر

ہاتھ دایا اس کے ساتھ ہی اس کے قریب ایک گاڑی آگن کھڑی ہوئی اور وہ اس میں بیٹھ گیا۔

کون ہے یہ اخلاق نے سرسراہٹ میں پوچھا۔۔۔۔۔

کک۔۔۔ کک۔۔۔ کالی آنکھ لیکن یہ تو مرچکا ہے

ہاں اور اور شاید یہ بھی حیرال کی طرح زندہ ہو کر ہمارے مقابلے پر آگیا ہے۔

لیکن وہ حیرال تو دوسرے سیارے کی مخلوق تھاناں۔۔ میں نے بھی بوکھلائے ہوئے لمبے میں ان دونوں کی باتوں میں دخل اندازی کی۔ لیکن یہ گاڑی میں بیٹھ کر جاکوں نہیں رہا۔ کک۔۔ کہیں یہ یہ تو نہیں چاہتا کہ ہم اس کے پاس جائیں۔ آفتاب نے کہا تو میں بھی چونک اٹھا اور پھر منہ بنا کر بولا۔ ہم اس کے پاس نہیں جائیں گے ابھی میں نے اتنا کہا ہی تھا جب گاڑی کا شیشہ کھلا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا باہر نکلا اس کے ساتھ ہی گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

ہم دوڑ کر گلی سے باہر نکلے اور اس پاس دیکھا تو گاڑی غائب تھی۔ اخلاق نے وہ کاغذ کا ٹکڑا اٹھا لیا اور اس کو پڑھتے ہی اس کا رنگ سفید ہو گیا۔ میں نے تقریباً پھینکنے والے انداز میں چھٹا مارا اور اس کے ساتھ ہی آفتاب نے بھی یہی حرکت دہرائی اور نتیجتاً کاغذ دو ٹکڑے ہو گیا اور میں نے غصیلی نظروں سے آفتاب کو گھورا تو اس نے دوسرا ٹکڑا بھی میری طرف بڑھا دیا اور جب میں نے پڑھا تو میری رنگت بھی زرد پڑ گئی۔ لکھا تھا

شوکی برادران کو کالی آنکھ کی طرف سے خوش آمدید

اشفاق کو بچانا چاہتے ہو تو سندرین کے جنگل میں آ جاؤ ورنہ۔۔ اس کے آگے کاغذ خالی تھا اور ہم سوچنے لگے۔۔۔ سندرین کا جنگل پاک لینڈ اور شار جھٹان کے بارڈر پر تھا اور اگر کالی آنکھ اس جنگل میں موجود تھا تو ضرور کسی اہم اور مشکل مہم درپیش ہے اس لئے انہیں یقیناً دوسری دونوں پارٹیوں کو اس بارے میں آگاہ کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر میں نے تیزی سے ایک طرف سے آتی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور جلد ہی ہم آئی جی انوار عالم صاحب کے سامنے بیٹھے تھے اور آئی جی صاحب کو جب صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو ان کا رنگ بھی اڑ گیا۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بار پھر یہ لوگ ایک نئی سازش کے ساتھ دوبارہ آگئے ہیں۔

لیکن شوکی یہ کیسے ہو سکتا ہے پچھلی مہم میں تو تم لوگوں نے خود انہیں جہنم واصل کیا تھا تو یہ لوگ زندہ کیسے ہو گئے۔

ابھی تو ہم حیرال کی زندگی بھی ہضم نہیں کر پار ہے تھے۔ کہیں یہ بھی خلائی مخلوق تو نہیں۔۔۔ یا اللہ رحم
ٹھہرو میں دونوں پارٹیوں کو مطلع کرتا ہوں۔ آئی جی انوار عالم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی انہوں نے انپکٹر جمشید کے دفتر کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے کہا گیا۔
السلام علیکم۔۔۔ جی کون

میں آئی جی بول رہا ہوں بہادر آباد سے

انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے اس بار بڑے مودبانہ لہجے میں کہا گیا
سر میں حوالدار محمد حسین آزاد ہوں جی انپکٹر صاحب تو جی کسی کام سے غائب ہو گئے ہیں۔
غائب ہو گئے ہیں کیا مطلب آئی جی صاحب نے چونک کر کہا تو دوسری طرف سے پوری بات
بتادی گئی آئی جی صاحب نے شکریہ ادا کر کے ریسیور رکھ دیا۔

میرا خیال ہے جمشید پارٹی تو اس وقت بہت مصروف ہے اب کامران مرزا پارٹی کو دیکھتے ہیں۔
اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کیے۔ السلام علیکم رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے انپکٹر کامران کی آواز آئی
شکر ہے اللہ کا آئی جی صاحب کے منہ سے نکلا

ہائیں یہ آواز تو آئی جی صاحب کی ہے سر میں نے تو آپ کو سلام کیا ہے اور آپ جواب میں اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔۔۔۔
خیریت تو ہے مجھے لگتا ہے کہیں۔۔۔ شش۔۔۔ شوکی وغیرہ تو ٹھیک ہیں ناں انپکٹر کامران مرزا بولنے پر آئے تو بولتے ہی
چلے گئے اور میں آفتاب کو گھورنے لگا۔ ب۔۔۔ بھائی میں نے کیا کیا ہے؟ آفتاب نے مرمرے لہجے میں کہا ادھر آئی جی صاحب
نے انہیں ساری تفصیل سے آگاہ کر رہے تھے۔ جیسے ہی ان کی بات ختم ہوئی انپکٹر کامران مرزا نے کہا سر شوکی سے بات کرو ایسے
ہائیں کامران مرزا یہ تم شوکی کو سر شوکی کہہ رہے ہو۔۔۔ آئی جی صاحب نے بوکھلائے ہوئے کہا

ن۔۔ جی نہیں تو میں نے سر آپ کو کہا اور شوکی کو شوکی ہی کہا ہے دوسری طرف سے بھی بکھڑے ہوئے کہا گیا تو آئی جی صاحب اور وہ بے اختیار مسکرا دیے۔ شوکی نے ریسپورنڈ تھا لیا اور سلام دعا کے بعد انکسٹر کا ران سرز انے اس سے پوچھا۔ شوکی جب تم نے کالی آنکھ کو دیکھا تو کیا اس وقت کار میں کوئی اور بھی تھا؟ جی ہاں ڈرائیور کے ساتھ پچھلی سیٹ پر کسی کو بیٹھے دیکھا تو تھا لیکن ہم زیادہ غور سے اُسے نہیں دیکھ پائے۔ شوکی نے جواب دیا اور کیا تم لوگوں نے اس لڑکے کا سراغ لگایا جو زخمی حالت میں تمہارے دفتر آیا تھا؟ ن۔۔ نہیں مجھے اپنی تم قتل پر اس وقت شدید غصہ آیا۔

ٹھیک ہے تم لوگ میرے آنے تک کچھ کام کر لو میں ابھی کل رہا ہوں تم لوگوں کی طرف۔ انکسٹر کا ران سرز انے منجیدہ لہجے میں کہا اور فون رکھ دیا۔ میں نے آئی جی صاحب سے اجازت لی اور ویدھا انکسٹر کا خان کی طرف گیا۔ اٹھ شوکی۔۔۔ بڑے دن بعد آئے تم لوگ اب کس مجرم کی ضمانت آئی۔ سب انکسٹر کا خان نے مسکراتے ہوئے کہا شوکی نے اس لڑکے کا علیہ ہرایا تو سب انکسٹر کا خان چونک اٹھا۔ یہ تو جوڈی کا علیہ ہے جوڈی۔ کون جوڈی اور یہ کیا کرتا ہے۔ آفتاب نے تیزی سے پوچھا یہ زیادہ تر ہوٹل دھنرا میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور ایک نمبر کا نو سر باز ہے۔ اس کے خلاف کئی کیس رپورٹ کیے گئے لیکن اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملتا تو اس بار ثبوت مل جائے گا۔ اعلاق نے پڑ عوم لہجے میں کہا تو پرے منہ سے نکلا۔۔۔ انشاء اللہ تو سب باجماعت بولے۔۔۔ انشاء اللہ

اس کے بعد ہم نے سب انکسٹر کا خان سے اجازت طلب کی اور محل آئے۔ ہماری منزل اس بار ہوٹل دھنرا تھی۔ ہم جیسے ہی دھنرا ہوٹل کے لاؤنج میں پہنچے تو ہمارا مطلوبہ شمارک کے پاس کھڑا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ تیزی سے

لابی کی طرف بڑھا اور پھر غائب ہو گیا۔ ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بڑے آرام سے ٹہنے والے انداز میں کلرک کی طرف بڑھے۔ انچسٹر کاخان نے ہمیں کچھ زیادہ سی تفصیل سے بتادیا تھا اس لئے ہم اس کے بھاگنے کے باوجود مطمئن تھے۔ کلرک کے پاس گئے تو اس نے مسکرا کر کہا

فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں

روم نمبر 12 میں سڑ جوڑی سے ملتا ہے آفتاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ گویا اکیلا جوڑی۔۔۔ تو ابھی باہر نکلا ہے۔

آپ کا کیا نام ہے جناب اس بار اخلاق نے پوچھا اور میں اس سوال پر بے اختیار مسکرا اٹھا۔

میرا نام۔۔۔ سن نہیں آپ کو میرے نام سے مطلب؟ اس نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

کیا نام ہے تمہارا۔۔۔ کس نام سے پکاروں۔۔۔ آفتاب نے لنگھانے والے انداز میں کہا تو میں بھٹا اٹھا اور بولا۔

یہ کوئی گانے والی جگہ نہیں ہے جہاں تم بھاؤ جیسا منہ کھول کے گانے لگ گئے ہو اور ہاں سڑ کلرک ہم جانتے ہیں کہ تم جوڑی

کے بھائی سوڈی ہو لیکن تم لوگ اس بار ایک خطرناک کھیل میں غاصل ہو گئے ہو اور میں تمہیں اختیادوں کہ مشرقی حصے سے

انچسٹر کا خان سرز ابھی کچھ ہی دیر میں یہاں پہنچنے والے ہیں۔ پھر ان کی تفتیش ان کے انداز میں ہی ہو گی۔

ہو تو بس تمہاری سزا کرنے آگئے ہیں اور ہم جانتے ہیں تم اپنے بھائی کی حرکتوں سے خالاں ہو۔

اگر تم چاہو گے تو ہم تمہارے بھائی کو سزا دہانے میں تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔

کیا۔۔۔ اس بار اس نے جیسے چیخے ہوئے کہا اور ہال میں بیٹھے لوگ گھبرا گئے اور کراہنے لگے تو وہ بے اختیار شرمندہ ہو گیا اور پھر آہستہ

سے بولا کیا میرا بھائی کوئی خطرناک گروہ سے منسلک ہو گیا ہے اور تم۔۔۔ تم

مطلب تم کون لوگ ہو؟ اس بار اس نے چونکنے والے انداز میں کہا
یہ شوکی بھائی ہیں آفتاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
کیا مطلب آپ لوگ شوکی برادران ہیں۔

آئیے میرے ساتھ اس نے ایک ویٹر کو اپنی جگہ کھڑا کیا اور انہیں ساتھ لے کر لابی کی طرف بڑھ گیا۔
کچھ دیر بعد وہ روم نمبر 12 کے سامنے کھڑے تھے اور دستک دے رہے تھے مگر کافی دیر دستک دینے
کے باوجود کوئی جواب نہ ملا تو شوکی نے تیزی سے کہا
دروازہ توڑ دو لگتا ہے مجرم کام دکھا گیا ہے۔

کک کیا مطلب۔۔۔ کلرک موڈی نے گہرائے لہجے میں کہا تو شوکی نے کہا تمہارا بھائی اس بار ایک
بین الاقوامی مجرم کے ساتھ دیکھا گیا تھا اور لگتا ہے شاید اسے یا تو غائب کر دیا گیا ہے یا پھر اسے قتل۔۔۔
اخلاق تم دوڑ کر ہوٹل کے گیٹ پر پہنچو اور آفتاب تم چھت پر جا کر اس پاس دیکھو۔
میں دروازہ کھلانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ دونوں دوڑتے ہوئے باہر کو لپکے۔

ادھر کلرک نے تیزی سے اپنی جیبوں میں ہاتھ مارنا شروع کر دیا تھا اور کچھ ہی دیر بعد اس کے ہاتھوں میں چابیوں
کا ایک گچھا تھا اور چند ہی لمحوں بعد جیسے ہی دروازہ کھلا ان دونوں کو ایک دھکائی اور اچھل کر گرے۔
ادھر کمرے سے کوئی تیزی سے باہر نکلا اور ان کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ راہداری میں غائب ہو گیا۔

جاری ہے.....

تحریر: ازملک فرخ ندیم

بہت سے دکھ ہماری قسمت میں لکھے ہوتے ہیں

وہ ہمیں ملنے ہوتے ہیں، بعض سچائیاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ہمیں جتنی بھی ناگوار لگے ہمیں انہیں قبول کرنا پڑتا ہے،
انسان اگر ہر وقت خود پر ترس کھاتا رہے اور ان دکھوں کے بارے میں سوچتا رہے تو وہ دکھ اس پر حاوی ہو جاتے ہیں
پھر اگر اس کی زندگی میں خوشیاں آتی بھی ہیں تو وہ انہیں دیکھ نہیں پاتا
عمیرہ احمد

جس چیز سے بے حد محبت ہو، اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہیے،

سوچ شہبات کو پیدا کرتی ہے، اور شہبہ محبت کو ختم کر دیتا ہے، تم چاہتے ہو تم سے میری محبت ختم ہو جائے

عمیرہ احمد کے ناول میری ذات زرہ بے نشان سے

محبت وہ شخص کر سکتا ہے جو اندر سے خوش ہو، مطمئن ہو، اور پر باش ہو، محبت کوئی سہ رنگا پوسٹر نہیں کہ کمرے میں لگا لیا،
سولے کا تغمہ نہیں کہ سینے پر سجایا، بگڑی نہیں کہ خوب کلف لگا کر باندھ لی اور بازار میں آگئے طرہ چھوڑ کر، محبت تو روح ہے
اپ کے اندر کا اندر، آپ کی جان کی جان، محبت کا دروازہ صرف ان لوگوں پر کھلتا ہے
جو اپنی انا، اپنی ایگو اور اپنے نفس سے جان چھڑا لیتے ہیں

اشفاق احمد کے ناول ”من چلے کا سودا“ سے اقتباس

بزرگ نے زمین سے چھوٹی سی ٹہنی اٹھائی اور فرش پر گر کر بولے، آج میں تمہیں انسان کو بندہ بنانے کا نسخہ بتاتا ہوں۔
اپنی خواہشوں کو کبھی اپنے قدموں سے آگے نہ نکلنے دو، جو مل گیا اس پر شکر کرو، جو چھن گیا اس پر افسوس نہ کرو،
جو مانگ لے اس کو دے دو، جو بھول جائے اسے بھول جاؤ،
دنیا میں بے سامان آتے تھے، بے سامان واپس جاؤ گے،
سامان جمع نہ کرو، ہجوم سے پرہیز کرو، تنہائی کو ساقی بناؤ، جسے خدا ڈھیل دے رہا ہو،
اس کا کبھی اعتبار نہ کرو، بلا ضرورت کچ فساد ہوتا ہے، کوئی پوچھے تو بچ بولو،
نہ پوچھے تو چپ رہو، لوگ لذت ہوتے ہیں اور دنیا کی تمام لذتوں کا انجام برا ہوتا ہے،
زندگی میں جب خوشی اور سکون کم ہو جائے تو سیر پر نکل جاؤ، تمہیں راستے میں سکون بھی ملے گا اور خوشی بھی،
دینے میں خوشی ہے، وصول کرنے میں غم، دولت کو روکو گے تو خود بھی رک جاؤ گے،
چوروں میں رہو گے تو چور ہو جاؤ گے۔ اللہ راضی رہے گا تو جگ راضی رہے گا،
وہ ناراض ہو گا تو نعمتوں سے خوش ہواڑ جائے گی، سادھوؤں میں بیٹھو گے تو اندر کا سادھو جاگ جائے گا،
تم جب عزیز دل رشتے داروں، اولاد اور دوستوں سے چوڑے لگو تو جان لو اللہ تم سے ناراض ہے اور
تم جب اپنے دل میں دشمنوں کے لیے رحم محسوس کرنے لگو تو سمجھ لو تمہارا خالق تم سے راضی ہے
ہجرت کرنے والا کبھی گھٹائے میں نہیں رہتا، بابے نے ایک لمبی سانس لی اس نے میری چھتری کھولی،
میرے سر پر کھی اور فرمایا جاؤ تم ہر رحمتوں کی یہ چھتری آخری سانس تک رہے گی،
’بس ایک چیز کا دھیان رکھنا کسی کو خود نہ چھوڑنا‘ دوسرے کو فیصلے کا موقع دینا،
یہ اللہ کی سنت ہے، اللہ کبھی اپنی مخلوق کو تنہا نہیں چھوڑتا، مخلوق اللہ کو چھوڑتی ہے
اور دھیان رکھنا جو بارہا ہوا سے جانے دینا مگر جو واپس آ رہا ہو اس پر کبھی اپنا دروازہ بند نہ کرنا،
یہ بھی اللہ کی عادت ہے، اللہ واپس آنے والوں کے لیے ہمیشہ اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہے
تم یہ کرتے رہنا، تمہارے دروازے پر میلا لگا رہے گا، میں واپس آ گیا اور مجھے انسان سے بندہ بننے کا نسخہ مل گیا تھا۔

اشفاق احمد



ہم زمانہ جہالیت سے دور اسلام میں آ کر ایک ہی دفعہ توبہ کرتے ہیں ماری عمر پھر عمل صالح تو کرتے رہتے ہیں مگر بار بار کی توبہ بھول جاتے ہیں ہم ایک کھائی سے بچ کر سمجھتے ہیں کہ زندگی میں پھر کوئی کھائی نہیں آئے گی اور اگر آئی بھی تو ہم بچ کر نکل جائیں گے ہم ہمیشہ نیکیوں کو اپنا انعام سمجھتے ہیں اور مصیبتوں کو گناہوں کی سزا، اس دنیا میں جزا بہت کم ملتی ہے اور اس میں بھی امتحان ہوتا، نعمت شکر کا امتحان ہوتی ہے اور مصیبت صبر کا، اور زندگی کے کسی نئے امتحان میں داخل ہوتے ہی منہ سے پہلا کلمہ "حطتہ" کا نکلنا چاہیے مگر ہم وہاں بھی گد م مانگنے لگتے ہیں

نمرہ احمد کے ناول "صحف" سے اقتباس

اقتباسات

بیال کیمپ واپس پہنچ کر گروپ لیڈر نے چکن کڑاہی کھا کھا کر اک چکے لوگوں اور دانتوں کی تازہ دال چاول اور چٹھے کے پانی سے تواضع کی۔ تھوڑے آرام اور کچھ فرستوں کے بعد واپسی کا قصد کیا۔ گائیڈ صاحب جانے ہمیں کن راہوں پر لے چلے۔ ان کے بقول اب شام ہو گئی تھی اور راہ راست یعنی اصل ٹریک پر موجود ندی نالوں کے ایمان بدعت کے باعث خراب ہو چکے تھے اور تابین کو یقینی طور پر جہنم واصل کرنے کا باعث ہو سکتے تھے۔

یہ آف ٹریک راہ نجات جنگلوں، ندی نالوں، چڑھائیوں، اور اترائیوں پر مشتمل تھی۔ تابین کے صبر کا امتحان ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھی۔ راستے میں ایک دو مقامات واقعی ایمان کی مضبوطی کا باعث بنے۔ یہ اور بات کہ ان مقامات پر اندر کی سانس باہر اور باہر کی تو پہلے ہی باہر تھی۔

بیال کیمپ

زیادہ تر راستہ وال ٹو وال سبز قالین سے ڈھکا ہوا تھا جس پر جاہ جانیلے، پیلے، اودے، جامنی، سرخ، سفید اور گلابی پھول نگیٹوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے۔

حد تو یہ کہ سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی تو بن گیا روئے سنگلاخ پر کائی و فنگس وغیرہ وغیرہ۔ اور اس سبز قالین کے اندر ڈھلتے سورج کی کرنوں سے رو پہلے ہوتے گلیشیائی پانی بہتے تھے۔ ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں تھے [میٹرک اور انٹر میں رٹا ماری ہوئی اردو شاعری،،،،، تھیلکیو]۔ جن میں رک رک کر کوئی پرندہ بولتا تھا، گنگ کر دینے والی دلفریبی تھی۔ راہوں میں ہر سائے کے سیاہ روگریٹائیٹ کے پتھر جن میں چاندی کی آمیزش تھی، ہمارے جدید ترین خیال میں کلکشن اور سی ویو کی ریت میں چاندی کی آمیزش کا سبب یہی بیال کیمپ کے پانی ہیں جو دریائے سندھ میں شامل ہو کر بلاخر بحیرہ عرب سے آہلتے ہیں۔

یہاں سے ہم نے اپنی کاپی کیٹسمیرہ کے لیے دو چھوٹے پتھر بطور تبرک چن لئے۔ گھر آ کر سارا سامان چھان مارا، نثار نے۔
شائد انہوں نے پتھروں کی طرف آنا قبول نہیں کیا اور ہماری آنکھ بچا کر دیں کہیں ڈراپ ہو گئے۔

فیری میڈوز واپس پہنچ کر ہم پر ہول سوار ہو گئی، اگلے دن صبح سویرے ہمیں بچے کوچ کر جانا تھا اور ہم نے ابھی تک تارڑ لیک کی زیارت نہیں کی تھی۔
ایک دو درکان تو پہلی صبح ہی زیارت کر آئے تھے لیکن ہم سوتے رہ گئے تھے۔ چنانچہ پیال ٹیمپ سے واپسی کے بعد ہم بیسے ہی ہوش میں آئے،
نائب ناظم کے سامنے منہ بسوراکہ ہمیں تارڑ لیک ابھی اور اسی وقت دیکھنی ہے، زندگی اور انسانی ارادوں کا کیا بھروسہ، ہم دوبارہ آئیں نہ آئیں۔
انہوں نے ایک مقامی بندہ پکڑ کر ہمارے حوالے کیا یا ہمیں پکڑ کر اس کے حوالے کیا کہ ان کی خود کی ٹانگیں دہائی دے رہیں تھیں۔
مہم میں شامل سیکنڈ اسمارٹ ترین خاتون بھی ہمراہ ہو گئیں۔ جھیل دیکھ کر دل کو تھوڑا سا دکھ کا سا لگا۔ ہائیں،،، یہ جھیل ہے۔ ہم سنا دہالے،
کڑی، منجھر، ہالیمپیا کم از کم جب ڈیم کی جھیل دیکھ کر ہمارے تو جھیلوں کے معیار ہی بہت اونچے مطلب بہت چوڑے اور گہرے ہیں۔
فیری میڈوز لیک یا تارڑ لیک ہمارے لیے ایک جو ہڑیا بہت زیادہ ہی رومانٹک ہوں تو ایک تالاب سے زیادہ نہیں تھیں۔
لیکن جناب صحبت عطار تو چوڑے کو بھی خوشبودار کر دیتی ہے۔ ناکہ بہت کی صحبت اور عکس نے ان چنی منی جھیلوں کو سونا کر دیا ہے۔
ہم نے تارڑ لیک کی دو چار تصاویر لیں کہ سندر ہے کہ ہم بھی وہیں موجود تھے اور واپس ہو گئے۔

تارڑ لیک اور ہمارا مہربان گائیڈ

اگلے دن پھر وہی پیدل ٹریک، وہی ہل صراط کا چھوٹا بھائی جیپ ٹریک۔ ہمارے گروپ کے ساتھ ہی ایک اور گروپ نے
ہمیں فیری میڈوز میں جوائن کرنا تھا جس میں مستنصر حسین تارڑ ریڈر زورڈلڈ کے ایک ایڈمن اور ایک خاتون رگن شامل تھے
لیکن وہ کچھ دیر سے چلے، سو ہم جنت سے جاتے تھے اور وہ آتے تھے۔ ایک ادھر آنے والے گائیڈ نے ہمارے گائیڈ کو
اطلاع دی کہ وہ لوگ غالباً چلاس یا ہیشام پہنچ گئے ہیں۔

ہمارے کان کھڑے ہوئے اور جیپ ٹریک پر ہم نے ہر گزرتی جیپ میں جھانکیاں مارنی شروع کر دیں۔
وہ تو نہ نظر آئے لیکن ایک جیپ میں سے ایک خاتون کو اترتے دیکھ کر ہمیں گمان ہوا کہ سمیرہ اتر رہی ہے۔
خیر اس گروپ سے ہماری ملاقات رائے کوٹ برج پر ہوئی۔

شکر ہے کہ اگلوں نے ہمیں پہچان لیا، بیوں کہ ہم خود کو نہیں پہچان پارہے تھے۔
دعا سلام، خیریت کا تبادلہ کیا اور وہاں سے رما کے لئے براستہ استورڈائریکٹ شوٹ لگائی۔
استور اینڈ رمالیک

استور روڈ ایک تنگ گھاٹی میں چلتی ہی جاتی ہے، یہ گھاٹی دراصل استور نالے کا راستہ ہے،
جو اس نے پہاڑوں کے درمیان زبردستی بنالیا ہے۔

حضرت انسان نے اس کے ساتھ ایک سڑک کی جگہ بھی زبردستی کرید کرید کر نکال لی ہے۔
جو کبھی نالے کے دائیں ہو جاتی ہے اور کبھی بائیں۔ کبھی نالے سے سینکڑوں فیٹ اوپر ہو جاتی ہے کبھی نالے کے لیول
پر آ جاتی ہے، جتنے کٹ اور پیر پھیر نالا لیتا ہے، سڑک بھی اتنے ہی چکر کھاتی ہے، اور اس پر سفر کرنے والے بھی۔
استور نالے کو نالہ کہنا بھی نالے کی بڑتی ہے، کیوں کہ اتنے ہٹے کٹے دریا کو نالہ کہنا ہرگز نامناسب ہے۔
بلکہ حرام ہے۔ یہاں بھی دریا الٹا بہتا نظر آتا تھا۔ لیکن اب استور روڈ نومورفل آف چکورز

روڈ ٹو استور، استور سے واپس آتے ہوئے

اللہ کی قدرت کے جتنے حسین رنگ، چوٹی در چوٹی پہاڑی تسلسل مختلف النوع پتھر مٹی اور چٹانوں کے مرکبات اور نمونے اس روٹ پر نظر آتے ہیں اور کسی راستے پر نہ تھے کہیں کہیں ان سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان کسی چٹان پر نخلستان معلوم نظر آتے تھے، اس پر بارش اور ہوائی کرامات سے تراشے ہوئے ریتیلے پہاڑوں پر بنے ہوئے مجسمات، اللہ اللہ، ایک ٹریک تو ٹیم لیڈر سے کہ اٹھا کہ یہ آپ ہمیں کہاں لے آئی ہیں۔ استور سے رما تک کاڑیک تا تو جیب ٹریک کا ہی بھائی ہے۔ لیکن تا تو سنگلاخ پہاڑوں پر مشتمل ہے۔

جبکہ استور۔ رما ٹریک سرسبز و شاداب ہے، پھولوں، پھلدار درختوں اور کھیت کھلیان سے لدا ہوا ہے۔ لیکن ہے انتہائی خطرناک۔ اب تک کے تمام شکر یلاز اور پی ٹی ڈی سی موٹروں پر تھے لیکن رما پی ٹی ڈی سی ہمیں سب سے زیادہ پسند آیا تھا۔ ارد گرد کی نسبت ایک اونچے ٹیلے پر تشریف رکھتا تھا، پچھے چھوٹا سا جنگل اور اس کے درمیان میں وہی ایک چنی منی لیک۔ سامنے ایک وسیع میڈوز جو نانا گاہد بت کے کسی چہرے کے قدموں میں موجود جنگل تک پھیلی تھی۔ میڈوز کے تقریباً درمیان سے ایک سنہری رنگ نالہ گزرتا ہے جس کے بارے میں تحقیق جاری ہے کہ آیا یہ ستوتھیا شمپو۔

رمائیڈوز، مانگا پر بت اور شیپو یا شہد کی نہر

رمائیں ٹلی الصبح پھر وہی واردات ہوئی جو فیروز میڈوز میں ہوئی تھی۔ یعنی گرم پانی فائب، اس بار چوروں کو مور پڑ گئے تھے، اور پڑوسی حضرات کے پڑوس میں مقیم آٹھ عدد حضرات صبح کے چار بجے ہی تمام گرم پانی سے غسل فرما چکے تھے، دل کو تھوڑی تسلی ہوئی کہ ہم نہیں تو تم بھی نہیں۔ لیکن اس پر ہماری گروپ لیڈر سوٹیل کے عملے پر ٹھیک سے گرم ہو گئیں اور سب کا "شہ پانی" بند کر دیا جب تک انکے ہاتھ روم میں گرم پانی نہیں آگیا۔ آپ مانتے سے بھی فارغ ہو گئے ہوں، بقیہ پارٹی نہانے دھونے کی ہی فکر میں ہو اور اتنی وسیع میڈوز سامنے ہو تو بندہ غتر لود ہو ہی جاتا ہے۔

لہذا اتنی ہری ہری دیکھ کر ہم سمیت تین بھریاں بھریاں ہو گئیں۔

گوکہ میڈوز کے گرد غار دار باڑھ سمیت ایک بورڈ بھی کہتا تھا کہ ٹریس پانگ منع ہے، لیکن بھریوں پر کون پابندی لگا سکا ہے۔ ہمارے گروپ کو با آسانی تین سب گروپس میں تقسیم کیا جاسکتا تھا، ہتھ پانی گروپ، دھانی گروپ اور ایک محروم گروپ جو ان تمام علتوں سے محروم تھا۔ ناشتے کے بعد ہتھ پانی گروپ کو سوٹیل میں ہی چھوڑ کر باقی دو گروپس نے رمالیک کی طرف کوچ شروع کیا، ایک کے آغاز میں ایک ٹریکٹر ٹرائی والے نے ہمیں پلایا تک لفٹ دینے کی پیشکش کی جو فوراً چپک لی گئی اور ہم نے زندگی میں پہلی بار ٹریکٹر ٹرائی کی محی تھائیٹھ معنی سیر کی۔ رمالیک ٹریکٹر چھوٹے بڑے گلشیرز سے انا پڑا تھا۔ چند ایک گلشیرز ٹریک کے کنارے پر ایسے لیٹے تھے جیسے شیر پیٹ بھر جانے کے بعد آرام فرماتا ہے انہوں نے اسی کمال بے نیازی سے ہمیں گزرنے دیا جس طرح شیر پیٹ بھر جانے کے بعد ادھڑکھی آنکھوں سے دیگر جانوروں کو چھلیں کرتے ہوئے دیکھتا رہتا ہے۔ کہیں کہیں لیڈر سلائیڈ ہو چکنے کے آثار تھے اور کہیں ہونے کی امید تھی۔

چند ایکلیشرز پر سے قوم اٹھکیلیاں کرتی ہوئی گزر گئی لیکن دو گلیشرز نے ہمیں ڈوبنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک کے عین نیچے ایک گلیشیائی نالہ جھاگ اڑا رہا تھا اور دوسرے کے آخر میں ایک خوبصورت اور مٹی سی سبزی مائل نیلے رنگ کی جھیل تھی۔ اگر ہم پھسل جاتے تو دونوں صورتوں میں ہماری ایک ہستی ہوئی محی بن جاتی جو پہلی صورت میں بکھرے عرب سے برآمد ہوتی اور دوسری صورت میں جھیل میں ہی ذخیرہ ہو جاتی، اگلے وقتوں میں کوئی کوہ نور دیا جھیل نور ہمیں دریافت کرتا اور ہم میسر جو میسر کے آس پاس کی ڈگری کے کوہ نور دیکھے جاتے۔ لیکن خوشی سے مرہ جاتے اگر اعتبار ہوتا تو ہم سب نے پھسلنے اور ڈبکی کھانے سے حتی المقدور پرہیز کیا۔

اس گلیشر نے ہمیں ڈوبنے کی پوری کوشش کی

رمالیک ٹریک کے دائیں جانب دو نالے اچھل کود کرتے پتا نہیں کہاں دوڑتے جاتے ہیں۔ کسی کی سنتے ہیں ناسننے دیتے ہیں۔ ایک دودھ کی نہر اور دوسرا ستویا شہد کی نہر لگتا ہے۔ دودھ کی نہر میں شمال میں کچھ زیادہ ہی افراط سے پانی جاتی ہیں۔ کہیں نہیں تو دودھ آبشار کی صورت عالم بالا سے عالم پست کی طرف آتا تھا۔ فرہاد اس طرف آنے کے بجائے نہ جانے کہاں نکل گیا تھا، ورنہ ہنگ اور پھلگری کے بغیر بھی اسکا کام ہو جاتا، فضول میں اتنی محنت کی اور اتنا وقت ضائع کیا۔

ستو کا منبع ناگہا بہت کے قدموں میں لیٹا ہوا گلیشر ہے جبکہ دودھ کی نہر رمالیک اور اس سے منسلک برفوں سے نکل رہی ہے۔ رمالیک ایک طرح سے برفانی چوٹیوں سے پگھلنے والی برف کے پانی پر مشتمل ہے چاروں جانب سے پہاڑوں اور چٹانوں سے گھری ہوئی ہے، لیک تک جانے کے لیے ٹریک سے کافی نیچے اترنا پڑتا ہے اور ڈگمگاتی چٹانوں اور ناپے پتھروں سے راستہ پر ہے، بلکہ کوئی باقاعدہ راستہ ہے ہی نہیں۔ عوام نے لیک کی رونمائی پر حسب توفیق آہوں اور ہوکوں سے سلامی دی۔

لیک میں دو عدد چھوٹے ٹنس راج [آئس برگ] شونیاں مارتے پھر رہے تھے۔

عوام سے برداشت نہیں ہوا تو انہیں سگمار کرنے کی کوشش کی گئی جو ناکام ہو گئی۔

فرمانشی سفرنامہ

دوسرا حصہ

تحریر: نسreen غوری

nasreenghori.blogspot.com

رمالیک اور تیرتے ہوئے راج فہس

رمالیک کو دیکھ کر دل کو کچھ اطمینان ہوا کہ یہ ہمارے معیار کے مطابق بھی لیک ہی تھی۔ ایک گروپ ممبر نے پہلے تو لیک کے کنارے کنارے ”سعی“ کی ادھر ڈوبے ادھر نکلے لیکن شاید مطمئن نہیں ہوئے کج ابھی نامکمل تھا لہذا جوں کی ہر ای میں لیک کے گرد طواف مکمل کر کے اطمینان قلب اور عوام کی بظاہر تحسین حاصل کی۔ طواف کے دوران بعض مقامات پر بہت نازک صورت حال ہونے پر ناظرین کو یہ خدشہ بھی ہوا کہ انھیں کچھ اضافی بوجھ ڈھونا پڑ سکتا ہے لہذا دل ہی دل میں تجزیہ کیا گیا کہ ایسی صورت میں زائر کو لیک میں ہی محفوظ کر دیا جائے یا نہیں۔ واضح رہے کہ لیک میں سے کہیں سے پانی باہر نکلتا ہوا دکھائی نہیں دیتا، بلکہ زیر زمین زائر چٹان نالے میں منتقل ہوتا ہے۔ واپسی کے سفر میں ایک گدھا کارواں نے ہمیں سابقہ دو خطرناک گلشٹر زپر سے عالم بالا منتقل کرنے کی کوشش کی کیونکہ کارواں میں چلنے والے بھی گدھے تھے اور چلانے والے بھی لوٹ کے بدھ موٹیل پہنچے۔ رما موٹیل میں ہی پہلی رات کھانے کے بعد ایک ساتھی کے کہنے پر کہ کیا آپ نے آسمان دیکھا ہے، ہم نے سراٹھا کر اوپر دیکھا تو چکرا گئے کسی نے خوب ساری چمکدار ریت آسمان پر بکھیر دی تھی۔ گندے بچے۔

جاری ہے۔۔۔

HA
HA
HA



1
بھول

مریض: ”میں ہر بات بھول جاتا ہوں۔“
ڈاکٹر: تب پھر پہلے میری فیس ادا کریں۔
مریض: ”لیکن پہلے یہ تو بتائیے، آپ ہیں کون؟“

2

چار آدمی

اسلم (چلا کر اپنے پڑوسی سے) چچا جان دوڑ کر آئیں میرے بھائی کو چار آدمی مار رہے ہیں۔
پڑوسی: ”کیا چار آدمی کم ہیں جو تم مجھے بلارہے ہو؟“

3

تحفہ

اسلم: ”تمہارے دادا ابو نے میرے دادا ابو کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔“
امجد: ”یا کیا ہوا؟“

اسلم: میرے دادا کے منہ میں دانت نہیں ہیں۔ تمہارے دادا نے انہیں ٹوٹھ پیٹ اور برش تحفے میں دیا ہے۔
امجد: ”یا تمہارے دادا نے بھی میرے دادا کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔۔ میرے دادا کے سر پر بال نہیں ہیں انہیں تحفے میں کنگھی اور شیمو دیا ہے۔“



4

غریب

(ایک دوست دوسرے دوست سے) ”میں اپنی تنخواہ کا 75 فیصد حصہ غریب افراد کی مالی مدد میں لگاتا ہوں۔“

دوسرا دوست: ”اور تمہارے بیوی بچوں کا کیا ہوتا ہے؟“

پہلا دوست: ”وہی تو محلے کے غریب افراد ہیں۔“

5

آگ، دھواں اور پانی

ایک گاؤں کا چوہدری تقریر شروع کرتے ہوئے بولا:

”آج میری تقریر کا عنوان ہے آگ، دھواں اور پانی۔“

سادہ لوح دیہاتی بولا ”چوہدری صاحب! صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ حقے پر تقریر کرنی ہے۔“

انتخاب

از عبدل رزاق

آف امی کتنی گرمی ہے، نماز پڑھنی مشکل ہو گئی ہے۔ اوپر سے یہ لوڈ شیڈنگ کا سانپ ڈسنے سے باز ہی نہیں آ رہا۔ شازیہ نے اپنا پنہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ ہاں شازیہ! تم ٹھیک کہتی ہو، دیکھو تو سہی یہ لمبے لمبے درخت کیسے خاموش کھڑے ہیں۔ ذرا یہ اپنے پر ہلائیں تو ہوا چلے اور سکون ملے امی جان نے شازیہ کی تائید کی۔ اور امی یہ گرمیوں کا موسم گزارنا کتنا مشکل ہے اس گرمی میں انسان ڈھنگ سے کوئی کام ہی نہیں کر سکتا۔ کھانا پکانا بھی مشکل ہو گیا ہے۔

میں نے تو سوچا تھا کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں کوئی کورس وغیرہ کروں گی مگر ہاتھ رے گرمی! یہ تو گھر سے باہر ہی نہیں نکلنے دیتی۔ شازیہ اپنا غصہ نکال رہی تھی۔ ہاں شازیہ اس آگ برساتے سورج نے ہر ایک کو تنگ کر رکھا ہے۔ نہ جانے کتنے کام ہیں جو اس گرمی کی وجہ سے رہ جاتے ہیں، امی جان نے کہا۔ سردی کا موسم کتنا اچھا ہوتا ہے، آرام سے رضائی اوڑھ کر ٹیٹھی نیند کے مزے لو اور دوپہر کو نرم نرم سی دھوپ سے اپنے جسم کو گرم کرو۔ جہاں چاہے چلے جاؤ کوئی مشکل نہیں اور جو چاہو نی نئی ڈش بنا کر مزے مزے سے کھاؤ، سچ امی مجھے تو سردیوں کے دن یاد آ رہے ہیں۔

اللہ کرے جلدی سے سردیاں آجائیں۔ شازیہ نے ہاتھ پھیلا کر دعا کی۔ شازیہ! یہ لکھ رہی ہو؟ تھوڑی دیر بعد جب امی کمرے میں آئیں تو شازیہ اور یس احمد کو کچھ لکھتے پایا امی! میں گرمی کی تباہ کاریوں اور سردی کی خوشگوار یوں پر ایک مضمون لکھ رہی ہوں۔ شازیہ جلدی سے جا کر وضو کر آؤ اور میرے ساتھ نماز پڑھو امی جان نے جائے نماز پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

امی تنی سردی ہے اس سردی کے موسم میں باہر نکلنا کتنا مشکل ہے۔ باہر تو بڑی سردی ہے اور پانی بھی بہت ٹھنڈا ہے، اگر میں باہر نکلی تو میری قلفی جم جائے گی۔ پلیز امی! پانی گرم کر کے دے دیں شازیہ نے منہ بسورتے ہوئے

الٹا نیہ لہجے میں امی سے کہا۔ شازیہ! ہمت کر کے وضو کر آؤ۔ گیس بھی نہیں آرہی کہ میں تمہیں پانی گرم کر کے دوں۔
جاؤ شاباش! امی نے اُسے زبردستی وضو کرنے بھیجا۔ شازیہ کمرے سے باہر نکلی تو بج بڑھٹھنڈی ہوا نے اُسکا
زبردست استقبال کیا۔ اُسے لگا کہ اس سرد موسم میں اُسکا خون منجمد ہو جائے گا، وضو کر کے وہ کمرے میں آئی تو امی تسبیح پڑھ رہی تھی۔
امی! کتنی ٹھنڈ ہے باہر، اس سردی نے تو سارے کام ہی روکے ہوئے ہیں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ آج
کپڑے دھوؤں گی مگر سورج ہے کہ اُس نے اپنا چہرہ ہی چھپا رکھا ہے اور ایک ہفتے سے بادلوں کا انقلاب اوڑھ رکھا ہے۔
شازیہ بولی۔ ہاں، شازیہ! مجھے بھی چادر دھونی ہے لیکن دھوپ ہی نہیں نکلتی رہی، امی نے شازیہ کی تائید کی۔
امی! مجھے تو گرمیوں کے خوبصورت دن یاد آرہے ہیں، لمبے لمبے دنوں میں جو چاہے کرو سردیوں میں تو دن ہی
اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ بہت سے کام رہ جاتے ہیں۔ شازیہ نے کہا اور نماز پڑھنے کیلئے جائے نماز پچھانے لگی۔
شازیہ! کیا لکھ رہی ہو، امی نے شازیہ کو کچھ لکھتے دیکھا تو پوچھا، امی! میں ایک مضمون لکھ رہی ہوں موسم سرما کے بارے
میں شازیہ نے کہا۔ اچھا اچھا تم ضرور سردیوں کی تباہ کاریوں اور گرمی کی خوشگوار یوں پر کچھ لکھ رہی ہو گی۔
پچھلے سال بھی تم نے کچھ ایسا ہی مضمون لکھا تھا۔ امی جان نے کہا تو شازیہ نے نفی میں سر ہلایا۔
نہیں امی۔ مضمون ضرور موسم سے متعلق ہے لیکن عنوان یہ نہیں ہے ”انسان کی ناشکریاں“ امی!
ہم بہت ناشکرے ہیں، ایک چیز ملتی ہے تو بجائے شکر کرنے کے اُس میں خامیاں ڈھونڈنے لگتے ہیں،
مگر بھول جاتے ہیں کہ ہر چیز کا اپنا مزہ، اپنا رنگ اور اپنے ہی جلوے ہیں۔ گرمیاں آتے ہی تو گرمی کا رونالے کر بیٹھ جاتے ہیں،
مگر بھول جاتے ہیں کہ انانج کو پکنے کے لئے گرمی کی ضرورت ہوتی ہے سردیاں آتی ہیں تو سردی کو کو سنے لگ جاتے ہیں
مگر اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ سارا سال ایک ہی موسم ایک ہی رنگ ہو تو منظر کتنا خوفناک ہوگا؟
امی! چاروں موسم بہت اچھے ہیں، مگر ہم لوگ ہی ناشکرے ہیں۔ ہاں امی بہت ناشکرے ہیں۔

ایک شہزادہ بد صورت تھا اور اس کا قد بھی چھوٹا تھا۔ اس کے دوسرے بھائی نہایت خوبصورت اور اچھے ڈیل ڈول کے تھے۔ ایک بار بادشاہ نے بد صورت شاہزادے کی طرف ذلت اور نفرت کی نظر سے دیکھا۔ شہزادہ نے اپنی ذہانت سے باپ کی نگاہ کا تاڑ لیا اور باپ سے کہا ”اے ابا جان! مجھ دار ٹھکانا لمبے بیوقوف سے اچھا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ جو چیز دیکھنے میں بڑی ہے وہ قیمت میں بھی زیادہ ہو۔ دیکھیے ہاتھی کتنا بڑا ہوتا ہے، مگر حرام سمجھا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں بکری کتنی چھوٹی ہے مگر اس کا گوشت حلال ہوتا ہے۔ ساری دنیا کے پہاڑوں کے مقابلہ میں طور بہت چھوٹا پہاڑ ہے لیکن خدا کے نزدیک اس کی عزت اور مرتبہ بہت زیادہ ہے۔ کیا آپ نے سنا ہے کہ ایک دبلے پتلے عقلمند نے ایک بار ایک موٹے بیوقوف سے کہا تھا کہ اگر عربی گھوڑا کمزور ہو جائے تب بھی وہ گدھوں سے بھرے ہوئے پورے اصطبل سے اچھا اور طاقتور ہوتا ہے! بادشاہ شہزادے کی بات سن کر مسکرایا، تمام امیر اور وزیر خوش ہوئے اور اس کی بات سب کو پسند آئی۔ لیکن شہزادے کے دوسرے بھائی اس سے جل گئے اور رنجیدہ ہوئے۔

جب تک انسان اپنی زبان سے بات نہیں کرتا ہے اس وقت تک اس کی اچھائیاں اور بُرائیاں ڈھکی چھپی رہتی ہیں۔ اسی زمانے میں بادشاہ کو ایک زبردست دشمن کا سامنا کرنا پڑا۔ جب دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے آئیں اور لڑائی شروع کرنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے جو شخص لڑنے کے لیے میدان میں نکلا وہی بد صورت شہزادہ تھا۔ اور اس نے پکار کر کہا: میں وہ آدمی نہیں ہوں کہ تم لڑائی کے دن میری پیٹھ دیکھ سکو۔

میں ایسا بہادر ہوں کہ تم میرا سر خاک اور خون میں لتھڑا ہوا دیکھو گے، یعنی میں دشمن سے لڑتے لڑتے جان دے دوں گا مگر ہمت نہ ہاروں گا! جو لوگ خواہ مخواہ لڑائی پر آمادہ ہوتے ہیں وہ خود اپنے خون سے کھیلنے ہیں

اسکول میں جب بھی گرمی کی چھٹیاں ملتی ہیں تو ہم کہیں نہ کہیں گھومنے اور سیر و تفریح کے لیے جاتے ہیں۔
پچھلے سال جب چھٹی ملی تو می پاپا نے کہا کہ اس سال ہم فیض پور جائیں گے۔

فیض پور ایک تاریخی گاؤں ہونے کے ساتھ گھنے جنگل سے گھرا ہوا ہے۔ میری تو بچپن کھل گئیں۔

میں نے زور و شور سے سفر پر جانے کے لیے اپنی تیاری شروع کر دی۔ می پاپا، میرے چھوٹے بھائی اور دونوں
بہنوں کی تیاریاں چل رہی تھیں۔ ہم نے اپنا اپنا سامان اپنی اپنی بیگ میں رکھا کھانے پینے کی چیزیں،
بسکٹ، ٹافیاں، چاکلیٹ اور چوڑے وغیرہ بھی لے لیے۔ چوں کہ ہمیں اگلے دن صبح سویرے اٹھ کر سفر پر جانا تھا۔
اس لیے آج ہم سب رات کا کھانا کھانے کے بعد جلدی سے سو گئے۔ لیکن میری آنکھوں سے تو نیند اڑی ہوئی تھی،
میرا جی چاہتا تھا کہ جلدی سے صبح ہو جائے اور میں اڑ کر فیض پور پہنچ جاؤں۔

اگلے دن ہم صبح جلدی اٹھے اور نہادھو کر تیار ہونے لگے۔ می پاپا، دادا، میری دونوں بہنیں اور چھوٹا بھائی،
ہم سب رکشا کے ذریعہ بس اسٹینڈ پہنچے اور وہاں سے فیض پور جانے والی بس پکڑی۔

اس سفر کے دوران ہم کافی خوش تھے۔ ہم نے کئی قسم کے جانور دیکھے، پیڑ پودوں کو دیکھا،
پھاڑ، ندی، جھرنے، تالاب اور آبشار بھی دیکھے۔ ساتھ میں ہم سب بچے بس میں خوب انجوائے بھی کر رہے تھے۔
ہم گھنے جنگل کے کنارے سڑک سے گزر رہے تھے کہ تب ہی اچانک ہماری بس خراب ہو گئی۔ کئی مسافروں کا
تو ڈر کے مارے برا حال ہو گیا۔ لیکن ہمیں تو مزہ مل رہا تھا کہ اب اب بس کو درست کرنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔

اور ہم سامنے کے جنگل کی سیر کر لیں گے۔ یہ سوچ کر ہم فوراً بس سے باہر کود پڑے۔

بس ڈرائیور نے کہا کہ بس کو درست کرنے میں ایک دو گھنٹے لگ سکتے ہیں۔

جنگل میں گھومنے کا شوق تو ہمیں بچپن ہی سے رحمانی پہلی کیشن سے چھپی ہوئی کہانیوں کی کتابیں پڑھ پڑھ کر ہو گیا تھا آج بڑا اچھا موقع ملا تھا جنگل کی سیر کرنے کا۔

جب پایا سے اجازت چاہی تو انھوں نے منع کر دیا کہ جنگل میں شیر چیتے اور دوسرے خطرناک جانور رہتے ہیں، ممکن ہے تم لوگوں کو نقصان پہنچا دیں۔ ہم بچے بڑوں کا کہنا کہاں مانتے ہیں؟ سو پایا کی بات کو سنی ان سنی کر کے نکل پڑے جنگل کی سیر کو۔

جنگل میں گھومتے گھومتے ہمیں پتا ہی نہ چلا کہ ہم کہاں آگئے۔ ہمیں بہت ڈر لگنے لگا۔ اور ایک بچہ ہم کو ڈرانے کے لیے شیر کی آوازیں نکالنے لگا۔ جب ہم اور زیادہ ڈرنے لگے تو وہ ہمیں دیکھ کر زور زور سے فسنے لگا۔ ہم سمجھ گئے کہ وہ ہمیں ڈرا رہا ہے۔ تب ہی اچانک میں نے ایک شیر کو دیکھا جو ہاں سے کافی فاصلے پر کھڑا ہماری ہی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے جیسے ہی سب کو شیر کے بارے میں بتایا تو سب بچے ڈر کے مارے بری طرح ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ وہاں روڈ پر مٹی پایا ہمیں تلاش کر رہے تھے اور ہم بھی جنگل سے کسی طرح باہر نکلنے کا رستا ڈھونڈ رہے تھے۔ جیسے تیسے کر کے ہمیں رستا سمجھ میں آیا دور سے ہی ہمیں مٹی پایا گھبرائی ہوئی حالت میں ملے۔ ہم ان کو لپٹ کر رونے لگے۔ ہمیں اس بات کا پورا احساس ہو گیا کہ بڑوں کا کہنا نہ ماننے سے مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے، وہ تو آج ہم خدا کے فضل سے بچ گئے ورنہ شیر ہم کو دیکھ لیتا تو ہم اپنے مٹی پایا سے بھی نہ مل پاتے اور نہ ہی فیض پور کی سیر کر پاتے۔

ابھی ہم مٹی پایا سے اپنے کیے کی معافی مانگ ہی رہے تھے کہ بس کا ڈرائیور آیا اور بولا بس ٹھیک ہو چکی ہے۔ یہ سن کر ہم سب بس کی طرف چل پڑے فیض پور جانے کے لیے۔

کچن ٹپس

- 1۔ پلاؤ بریانی کے لئے جب پیاز کے لکھے فرائی کریں تو اس میں تھوڑی چینی چھڑک دیں، پیاز جلدی سنہری ہو جائیں گے۔
- 2۔ سالن اگر پتلارہ جائے تو اس میں 5 تا 6 عدد کا جو یا بادام کا پیسٹ شامل کر دیں۔ سالن گاڑھا اور خوش ذائقہ ہو جائے گا۔
- 3۔ گریوی سے فالتو پانی خشک کرنے کے لئے، چائے کے دو چمچ خشک تھوڑے پر ہکا سا بھون لیں اب اس کی پیسٹ بنا کر سالن میں شامل کریں اور ہلکی آنچ پر پکا لیں، سالن گاڑھا ہو جائے گا۔
- 4۔ پکوڑوں کو نرم بنانے کے لئے اس کے آمیزے میں 2 چائے کے چمچ گرم تیل شامل کریں۔
- 5۔ سخت پنیر کو نرم کرنے کے لئے کچھ دیر نمک ملے گرم پانی میں رکھ دیں۔

انتخاب بننا سادہ





پیری پیری چکن

اجزاء

چکن لیگز چارفل

لال مرچ دس گرام

لہسن ایک کھانے کا چمچ

تیز پتہ ایک کھانے کا چمچ

لیموں کارس دو کھانے کے چمچ

پھیریکا پاؤڈر ایک چائے کا چمچ

زیتون کا تیل دو کھانے کے چمچ

نمک حسب ذائقہ

ترکیب

ایک باؤل لیں اور اس میں پیری پیری سوس، لال مرچ ثابت لہسن، تیز پتہ، پھیریکا پاؤڈر، لیموں کارس اور زیتون کا تیل ڈال کر مکس کر لیں۔

اب چکن لیگز لیں اور ان پر کٹ لگالیں۔

اب ایک باؤل میں تیار کیا ہوا پیسٹ لیں اور اس میں چکن لیگز ڈال کر اچھی طرح مکس کر کے دو گھنٹے کے لیے فریج میں رکھ دیں۔

اب تیار کیے ہوئے چکن لیگز کو گرل کر لیں۔

آپکا مزیدار پیری پیری چکن تیار ہے۔

پکانے کا وقت: تیس منٹ

انتخاب: بنت مہرور

رشتہ سیلڈ

اجزاء

آبلے ہوئے آلو چار سو گرام

آبلی ہوئی گاجر تین سو گرام

سیب ایک کلو

آبلے ہوئے مٹر دو سو گرام

مایونیز چار سو گرام

کریم ایک کپ

آنگرنگ شوگر تین سو گرام

نمک حسب ذائقہ

سفید مرچ ایک چوتھائی چائے کا چمچ

مکس فروٹ دو سو گرام

کالا انگور دو سو گرام

پستہ پانچ گرام

بادام پانچ گرام

ترکیب

ایک باؤل میں آبلے ہوئے آلو لیں اور اس میں آبلی ہوئی گاجر، سیب، آبلے ہوئے مٹر،

مایونیز، کریم، آنگرنگ شوگر، نمک اور سفید مرچ ڈال کر مکس کر لیں۔

اب اس پر مکس فروٹ، کالے انگور، پستہ اور بادام کی گارنش کر لیں۔

آپنی مزیدار رشتہ سلاد تیار ہے۔

بنانے کا وقت: بیس منٹ



انتخاب: بہشت مہرور



چاول کا آٹا تین سو گرام
چینی پاؤڈر آدھا کپ
خشک دودھ دو کھانے کے چمچ
سو جی آدھا کپ
الائیگی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ
میٹھا سوڈا آدھا چائے کا چمچ
فریش دودھ آدھا کپ
انڈے کی سفیدی دو عدد
سفید تیل ایک سو گرام
کھانے کا تیل حسب ضرورت
ترکیب

ایک باؤل میں چاول کا آٹا لیں اور اس میں چینی پاؤڈر، خشک دودھ، سو جی، الائیگی پاؤڈر، میٹھا سوڈا اور فریش دودھ ڈال کر اچھی طرح گوندھ لیں اور ایک گھنٹے کے لیے کمرے کے درجہ حرارت پر رکھ دیں۔
اب تیار کیے ہوئے آٹے کے گول شکل کے اندر سے (بالز) بنالیں۔
اب گول اندر سول پر انڈے کی سفیدی اور سفید تیل لگالیں۔
اب ایک پین میں کھانے کا تیل لے کر گرم کر لیں اور اس میں تیار کیے ہوئے اندر سے (بالز) ڈال کر گولڈن براؤن ہونے تک ڈیپ فرائی کر لیں۔

انتخاب: بنت مہرور

آپکے مزید اندر سے تیار ہیں۔

بنانے کا وقت: پچیس منٹ

سر دیوں میں اپنی صحت کا خیال رکھیں

سر دیوں میں پانی کا استعمال زیادہ کرنا چاہیے، جب کہ چائے اور کافی کا استعمال کم کر دینا چاہیے۔ معالج بتاتے ہیں کہ گرمیوں کے مقابلے میں، سر دیوں میں جلد سے متعلق مسائل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گرمیوں میں پسینے اور اس کی پکنائی کی وجہ سے جلد خشک نہیں ہوتی، جب کہ سر دیوں میں ہوا میں نمی کا تناسب کم ہوتا ہے۔ ان کے بقول، یوں، ہوا انسانی جسم کی نمی کو کھینچ لیتی ہے اور لوگوں میں جلد کے خشک ہو جانے اور جلد کے پھٹنے کی شکایات بڑھ جاتی ہیں، جس کے لیے احتیاط ضروری ہو جاتا ہے، اور اس کا علاج ایک اچھے 'موشچیر' اور 'زکا' استعمال ہے۔ ڈاکٹر زکا کہنا ہے کہ جسم کے دوسرے حصوں کی طرح سر کی جلد بھی سر دیوں میں خشک ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی، جاڑوں میں خشکی کی شکایات عام ہو جاتی ہیں، اور اس مسئلے کے حل کے لئے خشکی ختم کرنے والے اچھے اینٹی ڈیڈرف، شیمپو کا استعمال کیا جانا چاہیے۔

جلد کے امراض کے لئے دیگر امراض کی طرح ایک ماہر معالج سے رجوع کرنا ضروری ہے، اور جلد کے مسائل کے حل کے لئے گلی محلے اور میڈیا پر سنے سنائے ٹوکوں پر عمل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ سر دیوں میں پانی کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے اور چائے اور کافی کا استعمال کم کر دینا چاہیے، کیونکہ ان چیزوں کا استعمال جسم سے پانی کے اخراج کو بڑھا دیتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ، متوازن غذا کا استعمال بھی ضروری ہے۔

ماہرین کے مطابق، سر دیوں میں جلد کی شکایات میں اضافے کی ایک اور اہم وجہ یہ ہے کہ سرد موسم میں لوگ نہاتے تم ہیں اور ایک ہی لحاف بہت سے لوگ استعمال کرتے ہیں اور یوں گندگی کی وجہ سے ہونے والی بیماریاں اور ایک سے دوسرے کو لگنے والی خارش جیسی بیماریاں بڑھ جاتی ہیں۔

سردیوں میں نزلہ زکام دور رکھنا بہت آسان

موسم سرما کی آمد آمد ہے جس کے ساتھ ہی شا میں خوشگوار اور صبح کی خنکی دل میں خوشی دوڑا دیتی ہے، دنوں کا دورانیہ بھی مختصر ہونے لگا ہے اور اگر آپ سردے کریں تو سو میں سے لگ بھگ ساٹھ سے ستر افراد موسم سرما کو کھلے دل سے خوش آمدید کہتے نظر آئیں گے مگر اس خوشی کے ساتھ دل کو ایک خوف بھی گھیر لیتا ہے، کیا آپ کو بھی وہ خوف لاحق ہے؟

سردی کی شدت میں اضافے کے ساتھ ہی ہم میں سے بیشتر افراد موسمیاتی الرجی یا نزلہ زکام کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ تو مشہور کہاوت ہے کہ دوا سے نزلے کو ٹھیک ہونے میں ایک ہفتہ لگتا ہے تو کچھ نہ کھانے سے وہ ایک ہفتے میں ٹھیک ہوتا ہے۔ تاہم اس بلا سے محفوظ رہنے کے لیے ادویات کو نگنا ضروری نہیں بلکہ اس میں مبتلا ہونے سے بھی بچنا بہت آسان ہے بس آپ کو یہ چند قدرتی یا عام طریقے ہی اپنانے ہوں گے جو اس موسم کی خوبصورتی کو فلو کی نظر نہیں لگنے دیں گے۔

ہاتھ دھونا

رواں موسم سرما میں اگر فلو سے بچنا چاہتے ہیں تو اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ اپنے ہاتھوں کی صفائی کا بہترین خیال رکھیں، کیونکہ فلو وائرس ایک سے دوسرے فرد میں چھینک، کھانسی اور مختلف چیزوں کو چھونے سے ہاتھ اور وہاں سے منہ، ناک اور کان میں منتقل ہو جاتا ہے اور آپ بیمار ہو جاتے ہیں۔

اس لیے کچھ بھی کھانے، پینے یا اپنے چہرے کو چھونے سے پہلے ہاتھ دھونا آپ کو اس تکلیف دہ مرض سے بچاتا ہے۔

لہسن

جراثیم کش خاصیت سے بھرپور یہ سبزی موسم سرما کے مخصوص بیکٹریا اور وائرس وغیرہ کے خلاف بھرپور مزاحمت کرتی ہے۔ اس میں شامل جزا لیسین انفیکشنز کو ہلاک کرتا ہے اور چکن سوپ کے ساتھ اسے استعمال کریں آپ کو اس کے فوائد یقیناً حیران کر کے رکھ دیں گے۔

پانی

اچھی بات یہ ہے کہ سردیوں میں ہم میں سے اکثر افراد گرم گھروں میں رہائش کا لطف لیتے ہیں مگر اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں، اس سے گھر کے اندر کی ہوا ہمارے جسموں کو خشک کر دینے کا باعث بن جاتی ہے۔ مناسب نمی کے بغیر جسمانی دفاعی نظام میں سرگرم خلیات بھرپور طریقے سے کام نہیں کر پاتے تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ جسم میں پانی کی مقدار کو مناسب سطح پر رکھا جائے۔

ہنسی

مثبت رویہ آپ کو ہر میدان میں کامیابی دلا سکتا ہے بلکہ یہ عمر کی بھی سنخری مکمل کر سکتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ زندگی میں ہنسی کو عادت بنالینے سے آپ کو سردیوں میں سوں سوں (نزلہ) کی روک تھام میں مدد مل سکے گی۔ ابھی تک ہنسی کے اس انوکھے فائدے کے بارے میں طبی سائنس زیادہ وضاحت تو نہیں کر سکی ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ دل کھول کے ہنسنے سے جسمانی دفاعی نظام میں مخصوص خلیات کی تعداد بڑھتی ہے جس سے فلو وائرس کو حملے کی صورت میں ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔

لہسن

جراثیم کش خاصیت سے بھرپور یہ سبزی موسم سرما کے مخصوص بیکٹریا اور وائرس وغیرہ کے خلاف بھرپور مزاحمت کرتی ہے۔ اس میں شامل جزالینین انفیکشنز کو ہلاک کرتا ہے اور چکن سوپ کے ساتھ اسے استعمال کریں آپ کو اس کے فوائد یقیناً حیران کر کے رکھ دیں گے۔

پانی

اچھی بات یہ ہے کہ سردیوں میں ہم میں سے اکثر افراد گرم گھروں میں رہائش کا لطف لیتے ہیں مگر اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں، اس سے گھر کے اندر کی ہوا ہمارے جسموں کو خشک کر دینے کا باعث بن جاتی ہے۔ مناسب نمی کے بغیر جسمانی دفاعی نظام میں سرگرم خلیات بھرپور طریقے سے کام نہیں کر پاتے تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ جسم میں پانی کی مقدار کو مناسب سطح پر رکھا جائے۔

ہنسی

مثبت رویہ آپ کو ہر میدان میں کامیابی دلا سکتا ہے بلکہ یہ عمر کی بھی سنخری مکمل کر سکتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ زندگی میں ہنسی کو عادت بنالینے سے آپ کو سردیوں میں سوں سوں (نزلہ) کی روک تھام میں مدد مل سکے گی۔ ابھی تک ہنسی کے اس انوکھے فائدے کے بارے میں طبی سائنس زیادہ وضاحت تو نہیں کر سکی ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ دل کھول کے ہنسنے سے جسمانی دفاعی نظام میں مخصوص خلیات کی تعداد بڑھتی ہے جس سے فلو وائرس کو حملے کی صورت میں ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔

مساج (مالش)

ذہنی تناؤ میں کمی کے لیے پسندیدہ مل یعنی مساج آپ کو جسمانی طور پر صحت مندر کھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ مساج کے نتیجے میں خون کی گردش میں اضافہ ہوتا ہے جس سے جسمانی صحت میں
بہتری آتی ہے اور اس دوران خون میں بہتری سے خوراک میں
موجود غذائی اجزاء بہتر طریقے سے اپنا کام کر پاتے ہیں۔

فصل کے لئے پارلر ہی کیوں؟؟ ہر بل فصل سے چہرے پر نکھار لائیں

1

دودھ کی بالائی یا کھانے کے دو چھ شہد لے کر چہرے پر مساج کریں یہ چھہرے کے لئے بہترین ہر بل موٹپر ایزنگ ہے، اگر آپ کی جلد چکنی ہے تو اس میں دو چار قطرے لیموں کے شامل کر کے دیکھ لیں، چہرے کے مساج کے بعد بھاپ لیں، اس کے لئے ایک بڑی دیگی میں ایک کھانے کا چھچھ سمندری نمک اور پودینے کے پتے ڈال لیں اور پانی کو خوب کھولا لیں، پھر چو لھابند کر دیں اور تولیہ سر پر ڈال کر چہرے کو کھولتے ہوئے پانی کے قریب لے جا کر بھاپ لیں، خیال رہی کہ بھاپ بجائے چہرے پر لگنے کے ادھر ادھر نہ جائے، جب چہرے پر پینہ آجائے تو بھاپ لینا بند کر دے، اور چہرے کو کسی ململ کے کپڑے یا روئی کی مدد سے اچھی طرح سے صاف کر لیں، اس سے نہ صرف چہرے کا میل پچھیل صاف ہو جاتا ہے بلکہ چہرے سے ہلکے ہلکے صاف ہو جاتے ہیں

2

انڈا

آپ اپنے حسن کو انڈے کی مدد سے دوبالا کر سکتے ہیں، خشک جلد کے لئے انڈے کی زردی اور چکنی جلد کے لئے انڈے کی سفیدی بہترین ہے، سردی یا زردی کو پھینٹیں اور چہرے پر لگا کر آرام سے لیٹ جائیں، بیس منٹ بعد چہرہ دھو لیں، اندا جلد کو کسنے میں مدد دیتا ہے اور غذائیت فراہم کرتا ہے، تھ دینے والا دن گزارنے کے بعد اگر چہرے پر انڈے کا ماسک لگا دیا جائے تو بہت آرام ملتا ہے، انڈے کی سفیدی حیرت انگیز طور پر چہرے کی صفائی کرتی ہے، انڈے کو شیمپو کرنے سے آدھے گھنٹے قبل پر لگائیں، یہ آپ کے بالوں کے لئے خصوصی کنڈیشنز کا کام کرے گا،

فشل کے لئے پارلر ہی کیوں؟؟

3

ہر بل فشل سے چہرے پر نکھار لائیں

چائے

چائے کے قہوے کو ٹھنڈا کر لے اور رومی بگھو کر آنکھوں پر لگائیں، اس سے آنکھوں کی تھکاوٹ دور دوگی
چائے کی پتی کا باقاعدگی سے استعمال کرتی رہیں، پتی پانی میں ڈال کر ابال لیں، اور قہوہ ٹھنڈا کر لیں، شیمپو کرنے کے فوراً بعد
بالوں کو قہوے سے دھو لیں، اس سے بالوں کی چمک میں اضافہ ہوگا،

مستعمل استعمال سے قہوے کے جیسا ہلکا شید بھی بالوں کی چمک کا حصہ بن جاتا ہے

4

نیم گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈال کر آنکھیں دھونے سے آنکھیں شفاف اور چمکدار ہو جاتی ہیں،
اس پانی میں روئی بگھو کر بھی آنکھوں پر رکھی جاسکتی ہے،

اس سے تھکاوٹ دور ہوتی ہے، گرم پانی میں تین تھانے کے چمچ نمک ڈال
کر پانی میں پاؤں رکھ کر بیٹھ جائیں، تھکاوٹ اور درد سے آرام ملے گا

5 کسٹرائل

کسٹرائل بیرونی استعمال کے لئے بہترین چیز ہے، یہ جلد پر انتہائی خوشگوار اثر چھوڑتا ہے،
رات کو سونے سے قبل سر میں نرم ہاتھوں سے کسٹرائل کی مالش کریں اور صبح دھو لیں،

کسٹرائل کے مطابق کہا جاتا ہے کہ یہ جلد کی تازگی کا مسلمہ ذریعہ ہے، کسٹرائل کو سر میں اچھی طرح لگائیں گرم پانی
میں تولیہ بگھو پر اسے نچوڑ لیں اور سر کے گرد باندھ لیں، اس طریقے سے کسٹرائل سر کی
جلد کے اندر تک اثر کرے گا، کسٹرائل سے پلکیں سیاہ، لمبی اور گھنی ہو جاتی ہیں۔

انتخاب گل رخ

سردی کی آمد آمد ہے

سبھی اپنے لئے اور اپنی فیملی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور خریدتے ہیں چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے
پر بچوں کے لئے کچھ زیادہ ہی سردی کی شاپنگ ہوتی ہے بچوں کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا ہے کہ ان کو سردی نہ لگے
اسی لئے اس ماہ ہم نے آپ کے لئے کچھ الگ سے پیارے سے بچوں کی شاپنگ کے لئے نئے آئیڈیاز رکھے ہیں

بوائز



پاکستانی پوائنٹ

اکتوبر 2017

70

ماہانہ انعام

بوائز



Pakistani Point

Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ

نومبر 2017

71

ماہانہ انعام

بوائز



Pakistani Point

Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ

نومبر 2017

72

ماہانہ انعام

بوائز



پاکستانی پوائنٹ

پاکستانی پوائنٹ



Pakistani Point

Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ

اکتوبر میگزین 2017

73

ماہانہ اڈیشن

کارڈز



گزل



pattern only !

پاکستانی پوائنٹ

اکتوبر 2017

75

ماہانہ انجمن

کراچی

pattern only!



پاکستانی پوائنٹ

پاکستانی پوائنٹ

Pakistani Point

Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ

التوبہ میگزین 2017

76

ماہانہ اظہار

گزلز



پاکستانی پوائنٹ

اکتوبر 2017

77

ماہانہ اڈیشن

گزل



انتخاب: زرافات

Pakistani Point

Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ

النویر بیگزین 2017



پاکستانی پوائنٹ



Pakistani Point

پاکستانی پوائنٹ



Pakistani Point